ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور
زیر سرپرستی
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۱۴ ستمبر ۱۹۵۶

اِنتخاب کیلئے اِسلامی ہدایات

(از صاحبزادہ ابوالفیض محمد امیر خسرو اشعری چشتی مانسہرہ (ہزارہ))

کسی منصب کی خواہش کا اظہار اگر کسی شخص کی طرف سے ہو تو وہ خدا اور رسول کے دین کی نگاہ میں منصب کے لئے سب سے زیادہ نااہل ہے یا تو وہ اس منصب سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی حرص میں مبتلا ہے یا اسے اس امانت کے بوجھ کا اندازہ ہی نہیں ہے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن دو شخصوں کو جنہوں نے حکومت کے کسی منصب کا مطالبہ کیا تو یہ جواب دیا۔

انا واللہ لا نولی علی ھذا العمل احداً سألہٗ ولا احداً احرص علیہ وفی روایۃ فقال لا نستعمل علیٰ عملنا من ارادہٗ متفق علیہ (مشکوٰۃ صـ۳۲۰)

ترجمہ۔ کہ ہم خدا کی قسم ایسے شخصوں کو اس کام پر مقرر نہیں کریں گے جو اس کام کو مانگ کر لیں یا اس کی حرص کریں۔

اور ایک روایت میں ہے کہ ہم اُس شخص کو عادل نہیں بناتے جو اس کام کا ارادہ یا خواہش رکھے جن امیدواروں کو لالچ ہوگا اُن کے آثار یہ ہوں گے۔ ووٹ حاصل کرنے کی کوشش کرنا۔ روپے دینا۔ ضیافتیں کرنا۔ اپنی تعریف و توصیف کے اشتہارات شائع کرنا۔ بولتے والے مقررین کو کرایہ پہ لانا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا قول ہے۔ فمن سوّدہٗ قومہٗ علی الفقہ کان حیاۃً لہ ولھم ومن سوّدہٗ قومہ علی غیر الفقہ ھلاکا لہ ولھم یعنی جس شخص کو اُس کی قوم نے اُس کی قوم نے اس کی علم اور سیاسی فہم کی بنا پر اپنا رہنما بنایا تو یہ سرداری اُس شخص اور اس کی قوم کے لئے دونوں جہان میں مبارک زندگی ہے۔ اور اگر قوم نے کسی جاہل اور بے عقل کو سرداری دی تو اُس شخص اور اُس کی قوم کے لئے ہلاکت اور تباہی ہے لہٰذا قوم کو چاہیئے کہ شرعی اصول سے کسی قابل شخص کا انتخاب کریں۔

عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال انکم ستحرصون علی الامارۃ وستکون ندامۃ یوم القیمۃ (بخاری) حضرت ابو ہریرہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا۔ شتاب تم امارت و وزارت پر حرص کروگے اور یہ قیامت کے روز ندامت رسوائی و ذلت ہوگی۔

عن عبد اللہ بن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیتہ فالامام الذی علی الناس راعٍ وھو مسئول عن رعیتہ۔ حضرت عبد اللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ حضرت محمد مصطفےٰؐ نے فرمایا ہے ہر ایک تم میں سے راعی و نگہبان ہے اور ہر ایک تم میں سے اپنی رعیت قوم سے پوچھا جائے گا۔ اور لوگوں کا وہ امام جو کہ لوگوں پر محافظ و راعی و نگہبان ہے وہ اپنی رعیت سے پوچھا جائے گا۔ (فائدہ) لیڈر، وزیر، بادشاہ۔ صدر، حاکم، تحصیلدار، ڈپٹی کمشنر، سب انسپکٹر۔ اسسٹنٹ کمشنر، جج، گورنر جنرل، نواب، عالم، پیر، ولی، بزرگ، گھر کا بڑا۔ امام محلہ۔ امیر المسلمین، شہر کا معتبر سب کے سب نے خدا کے سامنے جوابدہ ہونا ہے کہ دُنیا میں انہوں نے اسلام اور خدا و رسول کی خوشنودی کے لئے کیا کچھ کیا ہے۔ عن عبد الرحمٰن بن سمرۃ قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تسأل الامارۃ فانک ان اُعطیتھا عن مسألۃ وکلت الیھا وان اعطیتھا عن غیر مسألۃ اُعنت الیھا (متفق علیہ) حضرت عبد الرحمٰن بن سمرہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ امارت و وزارت کو نہ مانگ۔ کیونکہ اگر تجھے یہ امارت اور سرداری مانگنے پر دی گئی تو پھر یہ تجھ پر ایک بوجھ اور تکلیف اور گرفتاری ہوگی اور اگر بغیر سوال کے دی گئی تو تجھے خدا کی طرف سے اعانت ہوگی۔ قرارداد مقاصد سے یہ ظاہر ہو چکا ہے کہ حکومت اس مقدس امانت کو کتاب و سُنّت کے رُو سے بنائیگی اور اس کے تقاضوں کو پورا کرے گی۔ پس جو کتاب و سُنّت اور اسلام کے نظام زندگی کا پُورا علم رکھنے والے ہوں اور زمانۂ حاضرہ کی سیاست بھی بخوبی ماہر ہوں اُن کو ووٹ دیا جائے۔ اور جو ہردو پہلوؤں سے صاف کورے ہوں اُن کو ووٹ نہ دیا جائے، وہ نااہل ہیں۔ اُن کو ووٹ دیا گیا، تو یہ اُمتِ رسول اللہ سے غدّاری ہے۔ شرعی رہنما کا وصف حدیث شریف میں یوں وارد ہے۔

یقود کم بکتاب اللہ فاسمعوا لہ واطیعوا۔ کہ جو رہنما تم کو اللہ کی کتاب پر چلائے اس کا حکم مانو اور سُنو! وہ سابقہ لیڈر جن کی عملی زندگی دُنیائے اسلام پر روشن ہو چکی ہے وہ اب تک شراب نوشی۔ سود خوری۔ بے پردہ معاشرت۔ رشوت ستانی۔ بلیک مارکیٹ۔ رقص و سرود کے عادی۔ گندی سوسائٹی سے وابستگی وعدہ خلافی۔ فریب دہی وغیرہ ثابت ہو چکی ہوں ان کو ووٹ نہ دینا چاہیئے۔ حضور اکرم نے فرمایا ہے۔ لا یلدغ المومن بجحر واحدٍ مرتین کہ ایک سوراخ سے مومن دو دفعہ نہیں کاٹا جاتا۔ ایسے غلط طریقہ کے انتخابات میں شرعی نقصانات بہت ہیں (احادیث ماخوذہ از مشکوٰۃ کتاب الامارۃ صـ۳۱۹ و ۳۲۰)

(وما علینا الا البلاغ)

ہفت روزہ
خدام الدین لاہور

جلد ۲ | یوم جمعہ ۸ ۔ محرم الحرام ۱۳۷۶ھ ۔ ۱۴ ستمبر ۱۹۵۶ء | شمارہ ۱۸

خُدا سے بغاوت

اس برصغیر کے مسلمانوں نے پاکستان کا مطالبہ اس لئے کیا تھا کہ ہندو سے ہمارا مذہب۔ تہذیب تمدّن اور کلچر جُدا ہے اس لئے ہمیں ایک علیٰحدہ خطۂ زمین چاہیئے جس میں اپنے مذہب۔ تہذیب۔ تمدن اور کلچر کو فروغ دے کر ہم اسلامی طرزِ زندگی بسر کر سکیں۔ اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کے اس مطالبہ کو انگریز سے منوا کر پاکستان بنوا دیا۔ پاکستان کو بنے ہوئے نو سال ہو چکے ہیں۔ مگر اس عرصہ میں ہم نے پاکستان کو صحیح معنوں میں پاکستان بنانے کے لئے کیا کیا؟

یہ ایک حقیقت ہے کہ اس مدّت میں ہم نے خُدا کو راضی کرنے کے لئے ایک قدم بھی نیک نیتی سے نہیں اُٹھایا بلکہ اس کے خلاف ہم نے اس کے غضب کو بھڑکانے کے لئے ہر ممکن کوشش کی ہے۔ اخبار بیں طبقہ سے یہ بات چھپی ہوئی نہیں کہ ملازمتوں میں رشوت۔ تجارت میں بلیک مارکیٹ۔ ناجائز نفع اور ذخیرہ اندوزی وبا کی طرح سرایت کر گئے ہیں۔ ان حرام خوریوں کا لازمی نتیجہ فحاشی میں اضافہ ہے۔ اس کا تازہ ترین ثبوت ملاحظہ ہو

روزنامہ "زمیندار" لاہور مورخہ ۵ ستمبر ۱۹۵۶ء کی ایک خبر میں بتلایا گیا ہے کہ ایک **محتاط** اندازے کے مطابق اس وقت لاہور میں بدکاری اور فحاشی کے پانچ ہزار کے قریب پرائیویٹ اڈّے ہیں۔ جن میں دس ہزار عورتیں سر رات اپنا جسم بیچتی ہیں۔ اس جرم کے انسداد کے لئے پولیس نے حکومت سے سفارش کی ہے کہ کارپوریشن ایکٹ میں ترمیم کر کے بدکاری اور فحاشی کے جرم کی سزا بیس روپیہ جرمانہ کی بجائے کم از کم چھ ماہ قید اور پانچ سو روپیہ جرمانہ تک کر دی جائے۔

ہمیں جتنا صدمہ فحاشی کی اس قدر کثرت پہ ہُوا اس سے زیادہ پولیس کی کوتاہ نظری پہ ہُوا۔ اگر کارپوریشن ایکٹ میں پولیس کی حسبِ منشا ترمیم کر دی جائے تو کیا سارے پاکستان سے فحاشی ختم ہو جائیگی۔ لاہور میں اگر فحاشی کی یہ حالت ہے تو باقی شہروں میں تناسب آبادی کے لحاظ سے اس میں کمی بیشی ضروری ہوگی لیکن اس سے انکار نہیں ہوسکتا کہ یہ مرض ہر جگہ موجود ہے۔ اور لاہور کے علاوہ دوسرے شہروں میں بھی اس کے انسداد کی ضرورت ہے۔

اس کے علاوہ ہم پولیس کے تجویز کردہ علاج کو مضحکہ خیز خیال کرتے ہیں۔ ہماری رائے میں چھ ماہ قید اور پانسو روپیہ جرمانہ کی سزا سے یہ بیماری دُور نہ ہوگی بلکہ ع

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

والا معاملہ ہوگا۔ سزا عبرتناک ہو تو جرائم ختم ہو سکتے ہیں۔ ورنہ جرائم میں کمی کی بجائے اضافہ ہوتا جائے گا۔ چنانچہ انگریز کے نوّے سالہ دورِ حکومت میں یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ تعزیرات ہند و پاکستان کی تجویز کردہ سزاؤں سے جرائم میں کمی نہیں بلکہ زیادتی ہوئی تھی۔ خدارا نوّے سالہ تجربہ سے فائدہ اٹھائیے اور تمام اخلاقی جرائم کے انسداد کے لئے شریعت کی حدود نافذ کیجئے۔ چور کا ہاتھ کاٹیئے۔ شادی شدہ زانی اور زانیہ کو رجم کیجئے۔ اور غیر شادی شدہ کو سو کوڑے لگائیے۔ پھر دیکھئے جرائم ختم ہوتے ہیں یا نہیں۔ جمہوریہ اسلامیہ کے اعلان کے بعد بھی اگر حکومت حدود جاری کرنے میں پس وپیش کرے تو اس کے صاف معنی یہ ہیں کہ وہ خود جرائم کا انسداد نہیں کرنا چاہتی۔

اگر کسی شخص کی پنڈلی پر پھوڑا ہو اور اس کا سبب فسادِ خون ہو تو اس کا یہ صحیح علاج نہیں کہ پھوڑے کا اپریشن کر دیا جائے یا پنڈلی کو کاٹ دیا جائے۔ بلکہ صحیح طریقہ یہ ہے کہ فسادِ خون کا علاج کیا جائے۔ اللہ تعالےٰ نے روحانی اور اخلاقی جرائم کو روکنے کے لئے یہی طریقہ استعمال کیا ہے۔ زنا کو روکنے کے لئے مرد اور عورت دونوں کو حکم دیدیا کہ نظریں نیچی رکھو۔ شریعت بعض چیزوں سے سدًّا لِلذّریعہ مسلمان کو روک دیتی ہے۔ یعنی جو چیزیں آگے چل کر کسی روحانی مرض کا سبب بننے والی ہیں ان کو پہلے ہی دن روک دیا جاتا ہے۔ مثلاً تصویر کشی سے چونکہ بت پرستی کا خطرہ تھا۔ اس لئے شریعت نے اس کو حرام قرار دے دیا۔ دید بازی سے زنا کا خطرہ تھا تو نظر نیچے رکھنے کا حکم دیدیا۔ حکومت پاکستان بھی اگر یہی طریق اختیار کریگی تو جرائم کا انسداد ہو سکے گا ورنہ نہیں۔ اگر مخلوط تعلیم بے پردگی اور سنیما کو جرم قرار نہ دیا تو نہ جنسی اور نہ معاشرتی جرائم میں کمی ہو گی۔

آخر میں ہم حکومت سے پُر زور مطالبہ کرتے ہیں کہ آئین کی رو سے موجودہ قوانین کو کتاب وسُنّت کے مطابق بنانے کے لئے فوراً کام شروع کیا جائے۔ اور سب سے پہلے اخلاقی جرائم کے انسداد کے لئے حدود شرعیہ کو نافذ کرنے کے لئے مناسب اقدامات کئے جائیں۔ ہم دُعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ ہماری حکومت کو عند اللہ اپنی ذمہ داری کو محسوس کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین

ذمہ داری کا احساس ہو تو افراد حکومت سب کچھ دیکھنے اور سُننے کے بعد اس طرح مست نہیں ہو سکتے۔ جس طرح ہمارے حکام ہوئے بیٹھے ہیں۔ ان کو قوم کی جان و مال اور عزت کی حفاظت کا قطعاً نہ خود خیال ہے اور نہ دوسروں کے دلانے پر ہی ادھر متوجہ ہوتے ہیں۔ ع

واۓ ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

تبصرہ

کتاب کا نام: سوانح حیات داتا گنج بخش رح

مؤلفہ مسٹر عبدالرحمٰن طارق بی۔ اے

ضخامت: ۴۵ صفحات سرورق مصوّر۔ ہدیہ چھ آنے۔

ملنے کا پتہ: **مدنی کتبخانہ بیرون اکبری گیٹ لاہور**

اس کتاب میں فاضل مولف نے حضرت خواجہ علی مخدوم ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے سوانح حیات اور تعلیمات کو دلکش پیرایہ میں پیش کیا ہے۔ حضرت خواجہ رحمہ کو عرفِ عام میں داتا صاحب کہا جاتا ہے۔ ہمارے خیال میں یہ اللہ تعالےٰ کے اسماء الحسنیٰ میں سے ایک اسم "المعطی" کا ترجمہ ہے۔ اور یہ لفظ فقط اللہ تعالےٰ ہی کے لئے استعمال ہو سکتا ہے۔ اس بحث کو اگر نظر انداز کر دیا جائے تو کتاب ہر لحاظ سے مفید اور کارآمد ہے۔ ہمارے خیال میں اس کا مطالعہ ہر مسلمان کو کرنا چاہیئے۔ تاکہ اسے اندازہ ہو سکے کہ ہمارے سلف صالحین نے کن مشکلات میں تبلیغ دین فرمائی۔ اس سے فاضل مؤلف اور ناشران کی بھی حوصلہ افزائی ہوگی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۳۰-محرم ۱۳۷۶ھ - ۷-ستمبر ۱۹۵۶ء

شاہنشاہِ حقیقی کے دربار میں شرافت کا معیار اور شرفاء کی عزت

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولینا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ گیٹ لاہور

برادرانِ اسلام! ہر سلطنت میں شرافت کا معیار علیحدہ علیحدہ ہوتا ہے۔ اور ہر سلطنت کے بادشاہ کی نظر میں شرافت کا جو معیار ہوتا ہے۔ اسی معیار کے نقطۂ نگاہ سے شریف اور خسیس کی تمیز کی جاتی ہے۔ پھر شریف کے ساتھ شریفوں کا سا اور خسیس کے ساتھ رذیلوں کا سا سلوک کیا جاتا ہے۔

مثلاً

گورنمنٹ برطانیہ کی حکومت کے وقت یہاں جنٹلمین وہ شخص سمجھا جاتا تھا۔ بلکہ اب بھی عموماً وہی سمجھا جاتا ہے۔ (۱) داڑھی۔ مونچھیں منڈی ہوئی ہوں۔ یعنی کرزن فیشن ہو۔ (۲) بال انگریزی فیشن کے کترے ہوئے ہوں (۳) سر ننگا یا اس پر ہیٹ ہو (۴) کالر نکٹائی سے گلا سجا ہوا ہو (۵) پاجامہ کی بجائے پتلون ہو (۶) جوتے کی بجائے بوٹ ہو۔ وضع یہ ہو۔ خواہ دین اور دینداروں پر مذاق اُڑائے۔ یہ جنٹلمین ہے۔ یعنی شریف ہے جب کسی فیشن ایبل کے ہاں جائیگا تو اسے کہا جائے گا۔ آئیے تشریف لائیے۔ کرسی پر تشریف رکھئے۔ اس کے بعد تشریف آوری کا سبب پوچھا جائیگا۔ بمقابلہ اس کے اگر مونچھیں کتری ہوئی ہوں۔ داڑھی کے بال بے طرح بڑھے ہوئے ہوں اور داڑھی لمبی ہو۔ کھدّر کا تہ بند ہو۔ دیسی جوتا ہو اور ٹوٹا ہُوا ہو۔ اگر وہ کسی فیشن ایبل جنٹلمین کے ہاں جائیگا تو وہ خسیس سمجھا جائیگا۔ اس شخص سے سیدھے منہ سے بات بھی نہیں کی جائیگی۔ اور اپنے سامنے کرسی پر بٹھانا اپنی توہین سمجھی جائیگی۔ اکبر الہ آبادی کا شعر ؎

بدل جائیگا معیار شرافت چشم دُنیا میں
زیادہ تھے جو اپنے زعم میں وہ سب سے کم ہونگے

حالانکہ

بفضلہ تعالےٰ بلا مبالغہ اور جرائت سے یہ بات کہہ سکتا ہوں۔ ممکن ہے کہ اس خسیس کے سر سے لے کر پاؤں تک اللہ تعالےٰ کی رحمت کے انوار نازل ہو رہے ہوں اور اس ایک خسیس کی بارگاہ رب العزّت میں وہ عزت ہو۔ جو پہلے قسم کے بے دین انگریزی فیشن کے دس کروڑ انسانوں کو بھی نصیب نہ ہو۔ ان سب بے دینوں سے اللہ تعالےٰ ناراض ہوگا۔ اور یہ ایک مقبول بارگاہ ایزدی ہوگا۔ کیونکہ اس کا ہر عمل حیات رضاء الٰہی کے تابع ہے۔ اور وہ فانی عن مراد نفسہ باقی بمراد اللہ تعالےٰ ہے۔ ترجمہ۔ اپنے نفس کی خواہشات کو فنا کرنے والا اللہ تعالےٰ کی خواہش کے مطابق چلنے والا ہے۔

شاہنشاہی فرمان (قرآن مجید) کا اعلان

(افمن کان مومنا کمن کان فاسقاً لا یستون ۝ اما الذین اٰمنوا وعملوا الصّلحت فلھم جنّٰت المأوٰی نزلاً بما کانوا یعملون ۝ واما الذین فسقوا فماواھم النار ط کلما ارادوا ان یخرجوا منھا اعیدوا فیھا وقیل لھم ذوقوا عذاب النّار الذی کنتم بہ تکذبون ۝)

سورہ السجدۃ رکوع ۲ پارہ ۲۱

ترجمہ۔ کیا مومن اس کے برابر ہے۔ جو نافرمان ہو۔ برابر نہیں ہو سکتے۔ سو وہ لوگ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے تو ان کے ان کاموں کے سبب جو وہ کیا کرتے تھے مہمانی میں ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں اور جنہوں نے نافرمانی کی۔ ان کا ٹھکانا آگ ہے۔ جب وہاں سے نکلنے کا ارادہ کریں گے تو اس میں پھر لوٹا دیئے جائیں گے۔ اور انہیں کہا جائے گا۔ آگ کا وہ عذاب چکھو جسے تم جھٹلایا کرتے تھے۔

حاصل

یہ نکلا کہ انسانوں میں دو قسم کے آدمی ہیں۔ ایک وہ جو اللہ تعالےٰ کے ہر فرمان کو دل سے مانتے ہیں اور اس کی رضا کے مطابق زندگی بسر کرتے ہیں۔ یہ طبقہ شریف اور قابلِ عزت ہے۔ ان کو مہمانی کے طور پر ہمیشہ رہنے والے باغ عطا ہونگے۔ اور جو بے دین تھے۔ خواہ وہ ظاہری وضع و قطع کے لحاظ سے کتنے ہی بن ٹھن کر رہتے تھے۔ ان کا ٹھکانا دوزخ ہوگا۔ اور وہ خسیس، ذلیل اور ناقابلِ توجہ ہوں گے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

دربار رسالت میں شریف اور خسیس کا امتیاز

(۱)

(خِیَارُکُمْ مَنْ اِذَا کَانَ عَلَیْہِ الدَّیْنُ اَحْسَنَ الْقَضَاءَ وَاِنْ کَانَ لَہٗ اَجْمَلَ فِی الطَّلَبِ وَ شِرَارُکُمْ مَنْ اِذَا کَانَ عَلَیْہِ الدَّیْنُ اَسَاءَ الْقَضَاءَ وَاِنْ کَانَ لَہٗ اَفْحَشَ فِی الطَّلَبِ)

(الحدیث)

ترجمہ۔ تم میں سے بہتر آدمی وہ ہے۔ کہ اس پر قرض ہو۔ تو عمدہ طریقہ سے ادا کردے۔ اور اگر اُس نے لینا ہے تو اچھے طریقہ سے مطالبہ کرے۔ اور تم میں شریر وہ ہے۔ جب اس پر قرض ہو تو بری طرح ادا کرے۔ اور اگر اس نے لینا ہو تو طلب کرنے میں فحش سے کام لے۔

خود اندازہ

لگا لیجئے۔ کہ آج کل دُنیا میں شریف کتنے ہیں اور شریر کتنے ہیں۔ اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو شریف بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین

۲

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَنْمٍ وَاَسْمَاءَ بِنْتِ یَزِیْدَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ خِیَارُ عِبَادِ اللّٰہِ اِذَا رُؤُا ذُکِرَ اللّٰہُ وَشِرَارُ عِبَادِ اللّٰہِ اَلْمَشَّاؤُنَ بِالنَّمِیْمَۃِ اَلْمُفَرِّقُوْنَ بَیْنَ الْاَحِبَّۃِ اَلْبَاغُوْنَ اَلْبُرَآءَ الْعَنَتَ۔

(رواہ احمد والبیہقی فی شعب الایمان)

ترجمہ۔ عبدالرحمٰن بن غنم اور اسماء بنت یزید سے روایت ہے۔ دونوں نے کہا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ کے بندوں میں سے برگزیدہ وہ ہیں۔ جب انہیں دیکھا جائے تو اللہ یاد آجائے۔ اور اللہ کے بندوں میں سے بُرے وہ

ہیں۔ جو چغلیاں کرنے والے۔ دوستوں میں جدائی ڈالنے والے۔ فساد سے بری الذمہ لوگوں میں فساد ڈالنے والے۔

اس آئینہ

میں ہر شخص اپنا منہ دیکھ لے۔ کون کس مد میں آتا ہے۔ اور کون کس میں۔ کیا آج کل ہم میں کثرت تعداد شریروں کی نہیں ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

۳

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَفَ عَلٰی نَاسٍ جُلُوْسٍ فَقَالَ اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِخَیْرِکُمْ مِنْ شَرِّکُمْ قَالَ فَسَکَتُوْا فَقَالَ ذٰلِكَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَقَالَ رَجُلٌ بَلٰی یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَخْبِرْنَا بِخَیْرِنَا مِنْ شَرِّنَا فَقَالَ خَیْرُکُمْ مَنْ یُّرْجٰی خَیْرُهٗ وَیُؤْمَنُ شَرُّهٗ وَشَرُّکُمْ مَنْ لَا یُرْجٰی خَیْرُهٗ وَلَا یُؤْمَنُ شَرُّهٗ ۔ رواه الترمذی والبیهقی فی شعب الایمان۔

ترجمہ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم۔ لوگوں کے ایک بیٹھے ہوئے مجمع پر آ کھڑے ہوئے پھر فرمایا۔ کیا میں تمہیں بتلا نہ دوں۔ تم میں سے بھلا اور بُرا کون ہے۔ راوی کہتا ہے پھر لوگ چپ کر گئے۔ پھر آپ نے تین مرتبہ یہ فقرہ فرمایا۔ پھر ایک شخص نے عرض کی۔ ہاں یا رسول اللہ۔ آپ ہمیں بتلائیے کہ ہم میں سے بھلا کون ہے اور بُرا کون پھر آپ نے فرمایا۔ تم میں سے بھلا وہ ہے۔ جس سے نیکی کی امید ہو اور اس سے شر کا خطرہ نہ ہو۔ اور تم میں سے بُرا وہ ہے جس سے نیکی کی امید نہ ہو۔ اور اس کے شر سے بے خوفی نہ ہو۔

اس آئینہ میں

برادرانِ اسلام۔ ہر شخص اس آئینہ میں اپنا مُنہ دیکھ لے کہ کس کھاتے میں داخل ہونے کے قابل ہے؟

۴

عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رضؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مِنْ شَرِّ النَّاسِ مَنْزِلَةً یَّوْمَ الْقِیٰمَةِ عَبْدٌ اَذْهَبَ اٰخِرَتَهٗ بِدُنْیَا غَیْرِهٖ رواه ابن ماجہ

ترجمہ۔ ابی امامۃؓ سے روایت ہے بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ قیامت کے دن مرتبے کے لحاظ سے لوگوں میں بُرا ہی وہ شخص ہوگا۔ جس نے اپنی آخرت دوسرے کی دُنیا کی خاطر برباد کر دی۔

حاشیہ

شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی۔ اس حدیث پر حاشیہ تحریر فرماتے ہیں۔ "والمراد من یظلم الناس لیجعل به دُنیا لاحد کما یفعله العمال واعوان الظلمۃ"

ترجمہ۔ اس حدیث شریف میں وہ لوگ مراد ہیں۔ جو لوگوں پر اس لئے ظلم کرتے ہیں۔ جس طرح حکومت کے کارندے کرتے ہیں۔ اور ظالموں کے حمایتی ہیں۔

چاروں احادیث میں شریروں کی صفات

(۱) مقروض ہو تو بروں حالوں سے قرض ادا کرے۔ (۲) قرضخواہ ہو تو مطالبہ کرنے میں بے حیائی سے کام لے (۳) چغلخور ہو (۴) دوستوں میں تفرقہ ڈالنے والے (۵) لوگوں میں فساد ڈلوانے والے (۶) جس شخص سے بھلائی کی امید ہی نہ ہو (۷) اور اس سے برائی کا ہر وقت خطرہ رہے (۸) دوسرے کے کہنے پر وہ کام کرے جس سے اپنی آخرت برباد ہو جائے۔

کبھی کسی عادل بادشاہ

کے ہاں مذکورۃ الصدر آٹھ صفتوں والے بدکاروں خسیسوں اور مفسدوں کو بھی عزّت نصیب ہوئی ہے۔ حاشا و کلّا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

دُنیا اور آخرت میں حقیقی اور اصلی عزّت

حاصل کرنے کا فقط ایک ہی ذریعہ ہے کہ انسان اللہ تعالےٰ کا وفادار اور فرمانبردار ہو۔

دونوں جہان کی عزّت کا اعلان

شاہنشاہ حقیقی نے دونوں جہان کی عزت کا مدار اپنی وفاداری پر موقوف کیا ہوا ہے۔

(مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْیِیَنَّهٗ حَیٰوةً طَیِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِیَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ○) سورہ النحل رکوع ۱۳ پارہ ۱۴

ترجمہ۔ جس نے نیک کام کیا۔ مرد ہو یا عورت اور وہ ایمان بھی رکھتا ہے تو ہم اسے ضرور اچھی زندگی بسر کرائیں گے۔ اور ان کا حق انہیں بدلے میں دیں گے۔ ان کے اچھے کاموں کے عوض میں جو کرتے تھے

یہی وجہ ہے

کہ اللہ تعالےٰ اپنے نیک اور مقبول بندوں کا ذکر خیر آئندہ آنے والی نسلوں میں باقی رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے کلام پاک میں دیکھ لیجئے کہ ہزاروں برس کے گزرے ہوئے انبیاء علیہم السلام کا ذکر خیر امت محمدیہ کے دن رات ورد زبان ہے اور قیامت تک ان کا ذکر زبانوں پر جاری رہے گا۔ ان انبیاء علیہم السلام کے مقابلہ میں جو بے دین اور مردود بادشاہ تھے کہیں ان کا نام بھی قرآن مجید میں آیا ہے۔ ہرگز نہیں۔ دل میں یہ شبہ نہ گزرے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابل فرعون کا نام تو آیا ہے۔ فرعون مصر کے ہر بادشاہ کا لقب ہوتا تھا۔ اس ملعون کا نام بھی کچھ اور ہے۔

شاہنشاہِ حقیقی کے غداروں کے دونوں جہاں برباد

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِکْرِیْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِیْشَةً ضَنْکًا وَّنَحْشُرُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَعْمٰی ○ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِیْ اَعْمٰی وَقَدْ کُنْتُ بَصِیْرًا ○ قَالَ کَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰیٰتُنَا فَنَسِیْتَهَا وَکَذٰلِكَ الْیَوْمَ تُنْسٰی ○ سورہ طٰہٰ رکوع ۷ پارہ ۱۶

ترجمہ۔ اور جو میرے ذکر سے مُنہ پھیرے گا۔ تو اس کی زندگی بھی تنگ ہوگی۔ اور اسے قیامت کے دن اندھا کر کے اُٹھائیں گے۔ کہے گا۔ اے میرے رب تو نے مجھے اندھا کر کے کیوں اُٹھایا۔ حالانکہ میں بینا تھا۔ فرمائیگا۔ اسی طرح تیرے پاس ہماری آیتیں پہنچی تھیں۔ پھر تو نے اُنہیں بھلا دیا اور اسی طرح آج تو بھی بھلایا گیا ہے۔

حاصل

یہی نکلا کہ خدا تعالےٰ سے بغاوت کرنے والوں کی دُنیا کی زندگی بے چینی میں گزرتی ہے اور آخرت میں دوسرے غدّاروں کے ساتھ جہنم رسید ہونگے۔ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنْهُ

تجربہ کر کے

دیکھ لیجئے جس گھر میں دونوں میاں بیوی بے دین ہوں۔ آزاد منش ہوں۔ اللہ تعالےٰ کی رضا کے مطابق چلنے کی بجائے اپنی خواہشات نفسانی کے تابع ہوں۔ کھانے پینے۔ اُٹھنے بیٹھنے۔ جاگنے سونے۔ کمانے۔ خرچ کرنے وغیرہ اعمالِ حیات میں خالق کی کوئی پرواہ نہ ہو۔ قانونِ اسلام کا کوئی لحاظ نہ ہو، میں اللہ تعالےٰ کے اعلان سابق کی بناء پر یقیناً کہہ سکتا ہوں کہ اس گھر میں دل کا چین اور طبیعت میں سکون ہرگز ہرگز نہیں ہوگا۔ خواہ کوٹھی پانچ لاکھ کی ہو۔ موٹر پچاس ہزار کی ہو۔ خدمت کے لئے خانسامے اور بہرے موجود ہوں۔ کپڑے دھونے والا دھوبی مستقل ہو۔ چمن کے لئے مالی ہو۔ کوٹھی میں نلکہ بھی۔ بجلی بھی ہو۔ غرضیکہ زندگی کے آرام کے

سب سامان مہیا ہوں۔ فقط دین اسلام کی پیروی نہ ہو۔ اس کوٹھی میں رہنے والی بیگم صاحبہ آپ کی بیوی کی سہیلی بن جائے اور میاں صاحب آپ کے یار بن جائیں۔ پھر دونوں کے پرائیویٹ حالات معلوم کیجئے۔ انشاء اللہ تعالےٰ چھلنی میں چھید کم ہوں گے اور ان کے دلوں میں اس سے بھی زیادہ چھید ہوں گے۔

اے اللہ کے نیک بندو

ان بے دین دنیاداروں کے ظاہری ٹھاٹھ کو دیکھ کر دھوکہ نہ کھانا۔ ان کی مثال ایسی ہے "دریا میں رہنا۔ اور خواجہ خضر سے بیر۔"

ملک کے حقیقی والی

سے بغاوت اور پھر چین۔ مصرعہ

این خیال است و محال است و جنوں

ہاں اللہ تعالےٰ کے وہ بندے

تلاش کرکے دیکھئے جو جھونپڑی میں رہتے ہوں۔ فرش زمین پر ڈیرہ ہو۔ چٹائی پر لیٹتے ہوں۔ اوپر گودڑی اوڑھتے ہوں۔ اس حالت میں ہوتے ہوئے زبان پر اللہ تعالےٰ کا نام جاری ہو۔ دل میں اللہ تعالےٰ کی محبت کی لگن لگی ہوئی ہو۔ ان کی زندگی کا نصب العین محبوبِ حقیقی (اللہ تعالےٰ) کا وصال ہو۔ ان اللہ کے طالبوں کی زندگی کے چوبیس گھنٹے ایسے پُرسکون اور اطمینان میں گزرتے ہیں۔ کہ دُنیا پرست امراء۔ وزراء اور سلاطین کو ایک منٹ بھی وہ سکون اور اطمینان حاصل نہیں ہوسکتا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار وما علینا الا البلاغ۔

قیامت کے دن شرفاء کے لئے مہمانی

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُکُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ وَلَکُمْ فِیْھَا مَا تَشْتَھِیْٓ اَنْفُسُکُمْ وَلَکُمْ فِیْھَا مَا تَدَّعُوْنَ ۝ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِیْمٍ ۝

سورہ حٰم السجدہ رکوع ۴ پارہ ۲۴

ترجمہ۔ بے شک جنہوں نے کہا تھا کہ ہمارا رب اللہ ہے۔ پھر اس پر قائم رہے ان پر فرشتے اتریں گے۔ کہ تم خوف نہ کرو۔ اور نہ غم کرو۔ اور جنّت میں خوش رہو۔ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ ہم تمہارے دُنیا میں بھی دوست تھے۔ اور آخرت میں بھی۔ اور بہشت میں تمہارے لئے ہر چیز موجود ہے۔ جس کو تمہارا دل چاہے۔ اور تم جو وہاں مانگو گے، ملے گا۔ بخشنے والے نہایت رحم والے کی طرف سے مہمانی ہے۔

قیامت کے دن کمینوں کی مہمانی

وَیَوْمَ یُعْرَضُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا عَلَی النَّارِ اَذْھَبْتُمْ طَیِّبٰتِکُمْ فِیْ حَیَاتِکُمُ الدُّنْیَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِھَا فَالْیَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْھُوْنِ بِمَا کُنْتُمْ تَسْتَکْبِرُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ وَبِمَا کُنْتُمْ تَفْسُقُوْنَ ۝

(سورۃ الاحقاف رکوع ۲ پارہ ۲۶)

ترجمہ۔ اور جس دن کافر آگ کے روبرو لائے جائینگے۔ ان سے کہا جائیگا۔ تم (اپنا حصّہ) پاک چیزوں میں سے اپنی دُنیا کی زندگی میں لے چکے۔ اور تم ان سے فائدہ اُٹھا چکے۔ پس آج تمہیں ذلّت کا عذاب دیا جائیگا۔ بدلے اس کے جو تم زمین میں ناحق اکڑا کرتے تھے اور بدلے اس کے جو تم نافرمانی کیا کرتے تھے۔

دُعا: اللہ تعالےٰ ہم سب کو اس کی اصطلاح میں شریف انسان بننے کی توفیق عطا فرمائے اور اس کی اصطلاح کے ذلیل اور کمینہ ہونے سے بچائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

احوال صالحین

(صفحہ ۱۳ سے آگے)

تھے۔ اگر بے وضو حالت میں اپنے ملازم خاص عبداللہ کو کسی کام کے لئے ضرورت پڑتی تو اللہ کے نام کے ادب کی وجہ سے صرف عبدل کہہ کر پکارتے۔ ایسے رفیع المرتبت اور وسیع المملکت بادشاہ کی یہ مثال عام درجہ کے انسانوں کے لئے کس قدر سبق آموز ہے۔

۱۴۔ دہلی کی جامع مسجد کا سنگِ بنیاد رکھے جانے کے موقع پر شاہ جہان خود موجود تھا۔ لاکھوں آدمی اس تقریب سعید پر بادشاہ کی زیارت کی سعادت حاصل کرنے کے لئے جمع ہوگئے۔ بادشاہ نے مجمع عام میں منادی کروائی کہ جس شخص کی نمازِ تہجد کبھی قضا نہ ہوئی ہو وہ مجمع سے باہر آئے اور مسجد کا سنگِ بنیاد رکھے۔ لیکن کوئی شخص نہ نکلا۔ آخر خود بادشاہ نے اپنے دست مبارک سے سنگ بنیاد رکھا۔ یعنی آپ کی نمازِ تہجد کبھی قضا نہ ہوئی تھی۔ خداوند کریم جن کو سعادت بخشتا ہے ان کو دنیاوی ذمہ داریاں کثرتِ کار اور حالاتِ گرد و پیش عبادت سے نہیں روکتے۔

۱۵۔ حضرت امام حسینؓ نے ایک شخص کو غلط طریقہ پر وضو کرتے دیکھا۔ آپ نے اس کو فرمایا کہ میں تمہارے سامنے وضو کرتا ہوں اگر کہیں غلطی ہو تو مجھے بتلا دینا۔ اس شخص نے نہایت غور سے آپ کے طریق وضو کو دیکھا اور کہا کہ کوئی غلطی نہیں ہے۔ چنانچہ اس خوشگوار طریق اصلاح سے وہ آئندہ ہمیشہ کے لئے صحیح وضو کرنے کے قابل ہوگیا اور دل شکنی و شرمندگی سے بھی محفوظ رہا۔ اسی کا نام تالیفِ قلوب ہے۔

۱۶۔ ایک بادشاہ کسی درویش کی خدمت میں گیا۔ ایک مرید نے حسب ہدایت درویش اس کو روکا۔ آخر بادشاہ نے یہ مصرعہ لکھا ع

در درویش را درباں نبباید

درویش نے فی البدیہہ جواب دیا۔ ع

بباید تا سگِ دُنیا نیاید

۱۷۔ حضرت مولانا شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کے امتحان کی غرض سے ایک شخص آیا۔ اس نے سُنا تھا کہ آپ بڑے جوشیلے اور تیز طبع ہیں۔ دہلی کی جامع مسجد میں مولانا تشریف رکھتے تھے وہ آیا اور مجمع میں بآوازِ بلند پوچھا۔ میں نے سُنا ہے کہ آپ حرامی ہیں۔ مولانا نے فرمایا کہ تم سے کسی نے غلط کہا ہے۔ میری ماں کے نکاح کے گواہ ابھی تک زندہ ہیں۔ اگر یقین نہ ہو تو تصدیق کرا دوں۔ وہ شخص قدموں پر گر پڑا اور کہنے لگا میں تو امتحان کرتا تھا۔ کہ آپ کی تیزی تکبّر کی وجہ سے تو نہیں ہے۔ لیکن معلوم ہوا کہ سارا غصّہ اور تکبّر اللہ ہی کے لئے ہے۔

۱۸۔ حضرت واسعؒ نے ایک دن اپنے بیٹے کو خراماں چلتے دیکھا۔ آپ نے فرمایا تجھے کچھ خبر ہے کہ تو کون ہے۔ تیری ماں کو میں نے دو سو درم کے عوض مول لیا تھا اور میں جو تیرا باپ ہوں تمام مسلمانوں سے بدتر ہوں۔ پھر یہ تیرا اترانا کس بات پر ہے۔

مجلسِ ذکر

منعقدہ ۲۹ محرم الحرام ۱۳۷۶ھ مطابق ۶ ستمبر ۱۹۵۶ء

ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولینا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل ارشادات گرامی ذاکرین کی رہنمائی کے لیئے فرمائے :۔

ظاہری صفائی سے زیادہ باطنی صفائی کے اہتمام کی ضرورت ہے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط
الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

اما بعد عرض یہ ہے کہ یہ حلقۂ ذکر اللہ اللہ کرنے والی جماعت کے لیئے ہے۔ دوسرے احباب بھی آ جاتے ہیں۔ چشم ما روشن دل ما شاد۔ اصل میں یہ مجلس حلقۂ ذکر میں منسلک ہونے والوں کی اصلاح باطن کے لیئے ہوتی ہے۔

ظاہری صفائی کتنی مشکل ہے۔ اس کے لیئے کتنا اہتمام کرنا پڑتا ہے۔ کپڑے دُھلے ہوئے ہوں۔ جسم صاف ستھرا ہو۔ کنگھی پٹی کی ہوئی ہو۔ باطن کی صفائی کے لیئے اس سے بھی زیادہ اہتمام کی ضرورت ہے۔ منافقین کی ظاہری صفائی کی اللہ تعالےٰ بھی شہادت دیتے ہیں۔ ارشاد باری ملاحظہ ہو۔

وَاِذَا رَاَیْتَہُمْ تُعْجِبُکَ اَجْسَامُہُمْ ط وَاِنْ یَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِہِمْ ط کَاَنَّہُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَۃٌ ط یَحْسَبُوْنَ کُلَّ صَیْحَۃٍ عَلَیْہِمْ ط ہُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْہُمْ ط قَاتَلَہُمُ اللّٰہُ ز اَنّٰی یُؤْفَکُوْنَ (سورۃ المنفقون ع ۱۔ پ ۲۸)

ترجمہ:۔ اور جب ان کو دیکھیں تو ان کے ڈیل ڈول اچھے لگیں گے۔ اور اگر وہ بات کریں تو آپ ان کی بات سُن لیں گویا کہ وہ دیوار سے لگی ہوئی لکڑیاں ہیں۔ وہ ہر آواز کو اپنے ہی اوپر خیال کرتے ہیں۔ وہی دشمن ہیں۔ پس ان سے ہوشیار رہیئے اللہ انہیں غارت کرے وہ کہاں بہکے جا رہے ہیں۔

ان کی ظاہری وضع قطع ڈیل ڈول کی اللہ تعالیٰ بھی تعریف فرما رہے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس کو دیکھ کر تعجب کرنے لگتے ہیں۔ باتیں بھی ایسی سوہنی کرتے ہیں کہ آپؐ ہمہ تن گوش ہو کر سنتے ہیں۔ لیکن باطنی صفائی نہ ہونے کے باعث مردود بارگاہ الٰہی ہیں۔ فرماتے ہیں۔ ان کی مثال لکڑی کی ہے جو دیوار کے سہارے کھڑی کر دی جائے تو کھڑی رہے گی۔ اگر دیوار کا سہارا نہ رہے تو گر پڑتی ہے۔ ان میں منافقین کے اپنے اندر ایمان کی طاقت نہیں۔ اس لیئے ان کی ظاہری صفائی کسی کام نہ آئیگی اسی سورۃ میں آگے چل کر منافقین کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں :۔

سَوَآءٌ عَلَیْہِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَہُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَہُمْ ط لَنْ یَّغْفِرَ اللّٰہُ لَہُمْ ط اِنَّ اللّٰہَ لَا یَہْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ ط

ترجمہ:۔ برابر ہے خواہ آپ ان کے لئے معافی مانگیں یا نہ مانگیں۔ اللہ انہیں ہرگز نہیں بخشیگا بے شک اللہ بدکار قوم کو ہدایت نہیں کرتا۔

ان آیات سے معلوم ہوا ہے کہ ظاہر کی صفائی نمبر دوم اور باطن کی نمبر اوّل ہے۔ باطن کی صفائی سے دل کی صفائی مراد ہے۔ باطن کی صفائی کا نام تزکیہ ہے۔ دل سارے جسم میں مرکز کی حیثیت رکھتا ہے۔ اگر دل پاک ہے تو سارا جسم پاک ہے۔ اگر دل پلید ہے تو سارا جسم پلید ہے۔ اگر کنوئیں میں زہر ڈال دیا جائے تو جو اس کا پانی پیئے گا وہ مرے گا۔ خواہ گلاس کتنا ہی صاف ستھرا ہو۔ اگر دل پلید ہے تو جسم اور کپڑوں کی صفائی عذاب الٰہی سے نہ بچا سکے گی۔ اس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ملاحظہ ہو۔

ان فی الجسد لمضغۃ اذا صلحت صلح الجسد کلہ واذا فسدت فسد الجسد کلہ الا وھی القلب

ترجمہ:۔ بے شک (انسان) کے جسم میں البتہ ایک گوشت کا ٹکڑا ہے۔ جب وہ درست ہو جاتا ہے تو سارا جسم درست ہو جاتا ہے۔ اور جب وہ خراب ہو جاتا ہے تو سارا جسم خراب ہو جاتا ہے۔ خبردار اور وہ دل ہے) دل پر باطن کی اصلاح کا مدار ہے۔ انسان کے جسم میں دل بادشاہ ہے۔ دماغ اس کا وزیر (مشیر) ہے اور باقی اعضاء اس کی فوج ہیں اصل میں دل سے ایک بات نکلتی ہے۔ دماغ اس کے متعلق غور و فکر کر کے دل کو مشورہ دیتا ہے۔ اگر دل اور دماغ متفق ہو جائیں تو پھر فوج کو اس کام کے کرنے کا حکم دیا جاتا ہے۔ انسانوں کی ایک قسم تو منافقین کی ہے۔ جن کا ظاہر تو ٹھیک ہے۔ مگر باطن ٹھیک نہیں۔ اس لیئے مردود ہیں۔ ایک قسم انسانوں کی ایسی بھی ہے۔ جن کے دل میں تو نور ایمان ہے۔ مگر کسی ظالم کے مجبور کرنے سے بحالت اضطراری وہ کلمہ کفر منہ سے کہہ دیتے ہیں۔ یہ لوگ بارگاہ الٰہی میں قابل عفو ہیں۔ کیوں کہ ان کا باطن نورِ ایمان سے منوّر ہے۔ ان کے متعلق اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتے ہیں :۔

اِلَّا مَنْ اُکْرِہَ وَقَلْبُہٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِیْمَانِ (سورہ النحل رکوع ۱۴۔ پارہ ۱۴)

(ترجمہ:۔ مگر وہ جو مجبور کیا گیا ہو۔ اور اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو)

لہٰذا اصل چیز یہی ہے کہ باطن کا تعلق اللہ تعالےٰ سے ضرور درست ہونا چاہیئے۔ بیعت کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ دل کی اصلاح ہو جائے۔ دل کی اصلاح کا نام تزکیہ ہے۔ تزکیہ کا یہ مطلب ہے کہ دل ما سوا اللہ سے پاک ہو جائے۔ اب میرا معمول یہ ہے کہ بیعت کے وقت میں پہلا سبق یہ دیا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر جانا کیجیئے۔ دل سے ماسوا اللہ کو نکال دیا جائے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ زمین رہے نہ آسمان رہے نہ انسان رہے اور نہ شیطان رہے۔ جب دل میں بھی اللہ کے سوا کوئی نہ سمائے۔ زبان پر بھی اللہ ہی ہو اور دماغ میں بھی اسی کا تصوّر ہو تو ایسا شخص اگر پہلا سبق پکاتے پکاتے فوت ہو جائے تو انشاءاللہ قبر اور حشر کے عذاب سے بچ کر سیدھا جنّت میں پہنچ جائے گا۔ زبان سے یہ کورس پانچ منٹ میں بتلایا جا سکتا ہے۔ کوئی اس کو دس سال۔ کوئی تیس سال اور کوئی آخری لمحہ حیات تک بمشکل تکمیل پر پہنچاتا ہے۔ اس کے متعلق کسی نے کہا ہے۔ ع

دلا تو رسم تعلق ز مرغ آبی جو
گرچہ غرق بدریاست خشک پر برخاست

سمندر کے سفر میں یہ نظارہ دیکھنے میں آتا ہے کہ ایک پرندہ سطح آب پر بیٹھا ہے۔ موج پر موج اس کے اوپر سے آ کر گزر جاتی ہے مگر اس پر کچھ بھی اثر نہیں ہوتا۔ جب دل

چاہے اُڑ جاتا ہے۔ ماسوا اللہ کو دل سے نکال دینے کا یہ مطلب نہیں کہ سب سے لڑتا رہے۔ بیوی بچوں سب کو نکال دے بلکہ اس کا یہ مطلب ہے کہ سب کے ساتھ رہے۔ مگر دل میں اللہ تعالےٰ کے سوا کسی سے تعلق نہ ہو۔

ایک اور آیت ہے۔ قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ط قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِىْ قُلُوْبِكُمْ ط الآیہ (سورۃ الحجرات رکوع ۲ پ ۲۶)

(ترجمہ:۔ بدویوں نے کہا۔ ہم ایمان لے آئے ہیں کہہ دو تم ایمان نہیں لائے۔ لیکن تم کہو کہ ہم مسلمان ہو گئے ہیں۔ اور ابھی تک ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔)

اس سے معلوم ہوا کہ ایمان کا محل بھی دل ہے۔ اللہ تعالےٰ کے ہاں وہ ایمان مقبول ہے جو دل میں ہو۔ خالی زبان سے ایمان کا دعوےٰ مقبول نہیں۔ اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو تزکیہ قلب کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین۔

ہر ایک کے ساتھ اللہ کے لئے تعلق رکھا جائے۔ یہی نیکی ہے۔ بیوی کی اس لئے خدمت کریں کہ اللہ کی نمین آئنیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ مسنونہ پڑھ کر اس کو لائے ہیں۔ اولاد کی اس لئے خدمت کریں کہ حضورؐ کا ارشاد ہے۔ خیرکم خیرکم لاھلہٖ (ترجمہ:۔ تم میں سے سب سے بھلا وہ ہے۔ جس کا اپنے بیوی بچوں سے سلوک اچھا ہے) اسی طرح اللہ کی رضا کے لئے بھائی بہنوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے۔

اصلاح دنیا کا نام دین ہے۔ دین کوئی الگ چیز نہیں۔ ہر کام میں اگر اللہ کی رضا پیش نظر ہو تو دین۔ ورنہ دُنیا۔ مسلمان کا ہر کام عبادت میں شمار ہو سکتا ہے۔ صرف ایک شرط ہے کہ ہر کام میں اللہ کی رضا کی نیّت بنا لی جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ (ترجمہ: ہر عمل کا مدار نیّت پر ہے) اگر رات کو عشا کی نماز پڑھ کر ایک شخص اس نیت سے جلدی سو جائے تاکہ فجر کی نماز باجماعت پڑھ سکے تو اس کی ساری رات عبادت میں شمار ہوگی۔

میرا دل کئی دفعہ چاہتا ہے کہ کپڑوں کو دھجیاں لگا کر پہنا جائے۔ لیکن اس ڈر سے نہیں پہنتا کہ حالی سائل نہ سمجھا جاؤں اور قرآن کا درس بدنام نہ ہو۔ سوالی دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ۱۔ حالی جو اپنا حال دکھلا کر سائل بنتے ہیں۔ وہ مُنہ سے نہیں مانگتے۔ ۲۔ قالی جو زبان سے سوال کرتے ہیں۔ میرے پردادا پیر رحمۃ اللہ علیہ ایک دن اونٹ کو خوب سجا کر اس پر سوار ہو کر تشریف لے جا رہے تھے۔ کسی خادم نے دریافت کیا کہ حضرت آج یہ کیا سماں دکھا رہے ہیں۔ فرمانے لگے کہ میں لوگوں کو یہ سمجھانا چاہتا ہوں کہ فلاں سیّد کے بیٹے نے جو جوہڑ کے کنارے مویشی چرایا کرتا تھا۔ اللہ اللہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو اتنی برکت دی اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ ط

میری معروضات کا حاصل یہ نکلا کہ تزکیہ کا مطلب یہ ہے:۔ کہ

۱۔ دل ماسوا اللہ سے خالی ہو جائے تعلق سب کے ساتھ ہو۔ لیکن دل میں مطلوب محبوب اور مقصود فقط اللہ تعالیٰ کی ذات ہی ہو۔

۲۔ ہر کام عبادت ہو سکتا ہے۔ بشرطیکہ نیّت رضائے الٰہی بنا لی جائے۔ جن کے دل میں نہ ایمان ہے اور نہ اسلام۔ ان سے جب قبر میں سوال ہوگا۔ مَنْ رَّبُّكَ (تیرا رب کون ہے) تو وہ جواب دیں گے۔ ہائے ہائے لا ادری (افسوس مجھے تو پتہ نہیں) اس دنیا میں دل میں ایمان ہوتا تو جواب دیتے رَبِّیَ اللہ (میرا رب اللہ تعالیٰ ہے) مَا دِيْنُكَ (تیرا دین کیا ہے) کا بھی وہی جواب دیں گے۔ کہ مجھے تو پتہ نہیں۔ دل میں اسلام ہوتا۔ تو بولتا کہ دِيْنِیَ الْاِسْلَامُ (میرا دین اسلام ہے) جنہوں نے دین کو اپنایا نہیں وہ کیا بولیں گے طوطا کتنی باتیں کرتا ہے۔ جب بلّی کو دیکھتا ہے تو سب کچھ بھول جاتا ہے۔ اپنی اصلی بولی یاد رہ جاتی ہے۔

۳۔ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ جُڑ جائے پھر اگر جو اس سے ٹکرائے گا۔ ہم اس کو اُٹھا کر پھینک دیں گے۔ اس کا ذکر بھی قرآن مجید میں آتا ہے لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ط اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِىْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ الآیۃ (سورۃ المجادلہ رکوع ۳۔ پارہ ۲۸۔) (ترجمہ:۔ آپ ایسی کوئی قوم نہ پائیں گے۔ جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہو اور اُن لوگوں سے بھی دوستی رکھتے ہوں جو اللہ اور اس کے رسولؐ کی مخالفت کرتے ہیں۔ گو وہ اُن کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کُنبے کے لوگ ہی کیوں نہ ہوں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان لکھ دیا ہے۔)

اللہ تعالیٰ باپ۔ بیٹے بھائی۔ کُنبہ سب کو گنا گئے ہیں۔ مقصود فقط اللہ کی ذات ہے۔ جو ٹکرائے گا۔ اس کو ہٹا دیں گے۔

یہ توحید پرست ہیں۔ ع

گفتن و کردن فرقے دارد۔

ہم اللہ کو بھی راضی کرنا چاہتے ہیں اور ماسوا اللہ کو بھی۔ یہ شرک ہے۔ ع

ہم وہ بدمست قلندر ہیں، کبھی مسجد ہیں کبھی مندر ہیں

کبھی برادری کو راضی کرنا چاہتے ہیں۔ کبھی خدا کو۔ یہ نیک دنیا دار ہیں جو برادری کو خدا کے درجہ پر لاتے ہیں۔ ان سے شریعت کا اتباع کرنے کے لئے کہا جائے تو کہتے ہیں۔ کہ ہم تو دُنیا کے کُتے کُتیا ہیں۔ میں کہا کرتا ہوں کہ قرآن کُتوں کُتیوں کے لئے نہیں آیا۔ یہ بے ایمان ہیں۔

اللہ تعالےٰ جو کچھ مجھ سے کہلاتا ہے۔ اس پر مجھے اور آپ کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس کے لئے صحبت کی ضرورت ہے ع

بلے میوہ ز میوہ رنگ گیرد

میں کہا کرتا ہوں کہ دل ہے زمین۔ قرآن ہے چشمہ آبحیات اور مالی اصل میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اب آپ کے دروازہ کے غلام یہ کام کرتے ہیں۔ دل کو قرآن کا پانی دیا جائے تو ایمان اتنا مضبوط ہو جاتا ہے کہ کسی کی پرواہ نہیں رہتی۔

اللہ والوں کی صحبت میں رنگ چڑھ جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو اپنے دروازہ پر سدا ہی آنے کی توفیق عطا فرمائے۔ مسلسل آنے سے اللہ تعالےٰ اور اس کے رسولؐ کا ہر ارشاد کرامی الیقین معلوم ہوتا ہے۔ ع

مشکلے نیست کہ آساں نشود

مرد باید کہ ہراساں نشود

میں کہا کرتا ہوں کہ اللہ کے دروازہ پر جو آتا ہے۔ وہ خالی نہیں جاتا۔ بشرطیکہ نیّت میں اخلاص ہو اور جو نہیں آتا۔ اللہ تعالیٰ اس کو دینے نہیں جاتے۔ مجھے کیا ضرورت ہے کہ میں ان کی کوٹھیوں میں ان کو قرآن پڑھانے کے لئے جاؤں۔ جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے یہاں پر میرے پاس قرآن سننے کے لئے بھجوا دیتے ہیں۔

مُسدّس

اِصلاح کالج

از حضرت جمیل احمد صاحب تھانوی

۳

خدا و نبی سے تو غفلت ہوئی ہے   حقیقت سے حد درجہ نفرت ہوئی ہے
وہ یُورپ سے پیدا محبّت ہوئی ہے   ملمّع کی باتوں کی چاہت ہُوئی ہے
بُرائی کو سمجھے ہوئے ہیں بھلائی
بھلائی کی باتوں کو سمجھے بُرائی

نہ باقی رہی کفر سے ہم کو نفرت   نہ کُفّار سے رہ گئی اجنبیّت
دلوں میں بسی ان کی روحی غلاظت   لگے کرنے اور اُلٹی ان سے محبت
کہ بھلنے لگی ہم کو ہر بات ان کی
نظر آئی دن ہر سیہ رات ان کی

زمانہ یہ کیسا خراب آگیا ہے   الٰہی یہ کیا انقلاب آگیا ہے
گہن میں یہ کیوں آفتاب آگیا ہے   مسلمان پر کیا عذاب آگیا ہے
جو آیا تھا سب کو رہِ حق بتانے
اسی کو لگے لوگ احمق بنانے

نہ غیرت حیا شرم و احساس باقی   نہ ملّت اور اسلاف کا پاس باقی
رہے تو رہے چند وسواس باقی   غلامیِ یُورپ کا خنّاس باقی
مشن نے دئے پھر جو ہر طرح کے جُل
بہت بن گئے لوگ عیسائی بالکل

خرافاتِ یُورپ کی اب دلنشیں ہیں   کہیں بدمعاشی ہے بدیاں کہیں ہیں
جو فحّاشیاں سب سے ہی بدترین ہیں   وہ یُورپ سے بھی آج بڑھ کر یہیں ہیں
جو پاکیزہ اخلاق کے تھے نمونے
انھیں کھو دیا ہائے یُورپ کی بو نے

کریں سولہ[۱۶] سترہ[۱۷] برس خرچ جب ہم   تو ایم اے ہوں گر پاس ہوتے ہوں ہم
ادھر محکموں میں یہ ہے قیدِ محکم!   ملازم ہو پچیس سالہ سے بھی کم
نہ ہو دین کے علم کا وقت کوئی
غرض اس طرح جائے کل عمر کھوئی

جو دشمن خدا کے جو دشمن نبی کے   جو دشمن ہمارے ہیں چودہ صدی کے
مخالف مسلماں کی نام آوری کے   مخالف ہر اک حالتِ مذہبی کے
ہماری مگر سادہ لوحی کے صدقے
کہ چلتے ہیں ہم ان کے پیچھے ہی پیچھے

پھر اسکول کا کام اتنا ہو گھر پر   کہ ہر وقت اِک بار رہتا ہو سر پر
اثر ہو نہ ماں باپ کا کچھ پسر پر   نہ دینی گھرانے کے لختِ جگر پر
نہ ہو خاندانی شرافت کی خوبو
نہ آپائے دین و دیانت کی خوشبو

اُنھی کی سی صورت اُنھی کی سی سیرت   انھی کی سی وضعیں انھی کی سی ہیئات
انھی کا تمدّن انھی کی معیشت   انھی کی ہر اک بات میں ہے شباہت
شرافت کے بدلہ ہوئی اب رذالت
کہ مسلم ہیں اور کافروں کی سی حالت

نہ کچھ دن کے اندیشے تھے ان کے گھر کے   ذرا بوڑھیاں بوڑھے دنیا سے سر کے
یہی کالجی آئیں گے پھر اُبھر کے   یہی پھر ولی ہوں گے نورِ نظر کے
پھر اسلام کی ان میں بو بھی نہ ہو گی
کبھی دین کی گفتگو بھی نہ ہو گی

ہم آزاد آزاد کہلا رہے ہیں!   خوشی کے پھریرے بھی لہرا رہے ہیں
بہت دل ہی دل میں ہم اترا رہے ہیں   زمانہ کو بھی آنکھ دکھلا رہے ہیں
غلامی مگر دل میں گھر کر گئی ہے
کہ ہر بات میں ان کی ہی پیروی ہے

نہ اسلام یہ سیکھ جائے کسی سے   رہا اس کا خطرہ مگر مولوی سے
کہ واقف وہی تھا علومِ نبی سے   بٹھائی گئی دل میں نفرت اُسی سے
یہ مُلّا ہے مُلّا خطرناک مُلّا
فرشتے کی صورت میں ناپاک مُلّا

(باقی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ تعالیٰ کی رفاقت اور معیت کے کون حقدار ہیں؟

از میاں عبدالرحمٰن صاحب عثمانیہ کالج شیخوپورہ

محل اسلام کی تعمیر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک ہاتھوں نے جس سنگ بنیاد پر کی تھی اگر ہم مسلمان رہ کر دنیا میں کوئی عزت پانا چاہیں تو اس کی ایک ہی صورت ہے کہ اسی بنا پر اسی محل کی پھر درستی کریں جو جو اینٹیں جہاں سے گر چکی ہیں ان کو پھر وہیں لگا دیں اور جہاں سے نقش و نگار بگڑ چکے ہیں انھیں پھر از سر نو تازہ کر دیں۔ اگر ہم نے ان بنیادوں سے ہٹ کر دوسری چیزوں کو بنیٔ قرار دیا تو یقیناً یاد رہے کہ اس مصنوعی اسلام پر ان برکات کا نزول اور ان کامیابیوں کا حصول ناممکن ہے جو ہمارے اسلاف کو نصیب ہوئی تھیں اور جس رحمت اللعالمین نے امداد الٰہی انسانی ترقی کے سود و بہبود اور عروج کے لیے جو راستہ تجویز کیا ہے اس کے علاوہ اور کوئی بہترین راستہ ہرگز نہیں ہوسکتا۔ اگر آپ حق سبحانہٗ تعالیٰ کی رفاقت اور معیت حاصل کرنا چاہتے ہیں تو مندرجہ ذیل آیات قرآنی پر عمل درآمد کریں۔ خدا تعالیٰ سے زیادہ کس کی بات سچی ہوسکتی ہے۔ اور جب تائید غیبی حاصل ہو جائے تو کسی اور کے سامنے سرنگوں ہونے کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی۔

اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الْمُؤْمِنِیْنَ پ ۹ ع ۱۶

(ترجمہ) اور جان لو کہ اللہ ایمان والوں کے ساتھ ہے۔

اے مکہ کے کافرو۔ آج میدان بدر میں تم نے ایک طرح کا فیصلہ دیکھ لیا کہ کیسے خارق عادت طریق سے تم کو کمزور مسلمانوں کے ہاتھ سے سزا ملی۔ اب اگر نبی علیہ السلام کی مخالفت اور کفر و شرک سے باز آجاؤ تو تمھارے لیے دنیا اور آخرت کی بہتری ہے ورنہ اگر پھر اسی طرح لڑائی کرو گے تو ہم بھی پھر اسی طرح مسلمانوں کی مدد کریں گے اور انجام کار تم ذلیل اور خوار ہو گے۔ جب خدا کی تائید مسلمانوں کے ساتھ ہے تو تمھارے جتھے اور جماعتیں خواہ کتنی ہی تعداد میں ہوں کچھ کام نہ آئیں گے۔

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ ؕ پ ۱۱ ع ۱۲
لَھُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ ؕ

جو لوگ ایمان لائے اور ڈرتے رہے ان کے لیے دنیا اور زندگانی میں اور آخرت میں خوشخبری ہے۔

مومن متقی خدا کا ولی ہوتا ہے ایمان و تقویٰ کے بہت سے مدارج ہیں پس جس درجہ کا ایمان تقویٰ کسی میں موجود ہوگا اسی درجہ میں ولایت کا ایک حصہ اس کے لیے ثابت ہوگا۔ عرف میں ولی اسی کو کہا جاتا ہے جس میں خاص اور ممتاز درجہ ایمان و تقویٰ کا پایا جاتا ہو۔ ان کے دیکھنے سے خدا یاد آتا ہے۔ مخلوق خدا سے ان کو بے لوث محبت ہو ان کے لئے دنیا میں کسی طرح کی بشارتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایمانداروں سے وعدہ کیا ہے جو نیک عمل بھی کرتے ہیں ان کے لیے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔ حق تعالیٰ نے انبیاء کی زبانی ان کو بشارت دی ہے۔ فرشتے موت کے وقت ان کو بشارت دیتے ہیں۔ انہیں کثرت سے سچے اور مبارک خواب نظر آتے ہیں یا ان کی نسبت دوسرے بندگان خدا کو دکھائی دیتے ہیں۔ ان کے معاملات میں خدا کی طرف سے خاص قسم کی تائید و امداد ہوتی ہے یا خواص میں اور کبھی خواص سے گزر کر عوام میں بھی ان کو مقبولیت حاصل ہوتی ہے اور لوگ ان کی مدح و ثنا اور ذکر خیر کرتے ہیں۔ اخروی بشارت خود قرآن میں منصوص ہے۔ بُشْرٰىكُمُ الْیَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ۔

مومنین بدی کو چھوڑ کر نیکی کی طرف آمادہ کرتے ہیں۔ وہ دل کھول کر خرچ کرتے ہیں اموال میں سے باقاعدہ زکوٰۃ وغیرہ نکالتے ہیں پانچ وقت خدا کو یاد کرتے ہیں اور تمام معاملات میں خدا و رسول کے احکام پر چلتے ہیں۔ اسی لیے یہ رحمت خصوصی کے امیدوار ٹھہرے یہ خدا کے وفادار بندے ہیں اس کے راستہ میں نہ جان سے ہٹتے ہیں نہ مال سے، کیسا ہی خطرہ کا موقع ہو اسلام کی حمایت، اور پیغمبر اسلام کی معیت میں ہر قربانی کے لیے تیار رہتے ہیں پھر ایسوں کے لیے فلاح و کامیابی نہ ہوگی تو اور کس کے لیے ہوگی۔

اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رٰکِعُوْنَ ۝ پ ۶ ع ۱۲

(ترجمہ) تمھارا رفیق تو وہی اللہ ہے اور اس کا رسول اور جو ایمان والے ہیں جو کہ قائم ہیں نماز پر اور دیتے ہیں زکوٰۃ اور وہ عاجزی کرنے والے ہیں۔

مسلمانوں کا رفیق اصلی خدا، پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام اور مخلص مسلمانوں کے سوا اور کوئی نہیں ہوسکتا مسلمانوں کو یہودیوں اور نصاریٰ کی موالات اور رفاقت سے منع کیا گیا تھا۔

فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ ؕ هُوَ الَّذِیْۤ اَیَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِیْنَ پ ۱۰ ع ۴

پس بیشک اللہ تجھ کو کافی ہے۔ اسی نے تجھ کو زور دیا اپنی مدد کا اور مسلمانوں کا۔

اگر صلح کر کے وہ لوگ دغابازی اور عہد شکنی کا ارادہ کر لیں تو فکر نہ کیجیے خدا آپ کی مدد کے لیے کافی ہے۔ ان کے سب فریب و خداع بیکار کر دے گا۔ اسی نے بدر میں آپ کو غیبی امداد فرمائی اور ظاہری طور پر جان نثار سرفروش مسلمانوں سے آپ کی تائید کی۔

حَقًّا عَلَیْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝ پ ۱۱ ع ۱۵

ہمارا ذمہ ہے ہم ایمان والوں کو بچا دیں گے۔

جیسے پہلی قوموں سے ہماری عادت رہی ہے کہ مکذبین کو ہلاک کر کے پیغمبروں اور مومنین کو بچایا اسی طرح موجودہ اور آئندہ مومنین کی نسبت ہمارا وعدہ ہے کہ ان کو نجات دیں گے آخرت میں عذاب الیم سے اور دنیا میں کفار کے مظالم اور سختیوں سے۔ ہاں شرط یہ ہے کہ مومنین وہ صفات اور خصائل رکھتے ہوں جو قرآن و حدیث میں مومنین کی بیان ہوئی ہیں۔

اِنَّ اللّٰهَ مَوْلٰىكُمْ ۚ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِیْرُ ۝ پ ۹ ع ۱۹

بیشک اللہ تمھارا حمایتی ہے کیا خوب حمایتی ہے اور کیا خوب مددگار۔

مسلمانوں کو چاہیے کہ خدا کی مدد اور حمایت پر بھروسہ کر کے جہاد کریں کفار کی کثرت اور ساز و سامان سے مرعوب نہ ہوں جیسے جنگ بدر میں دیکھ چکے کہ خدا نے مسلمانوں کی کیا خوب امداد و حمایت کی۔

گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ اللہ کے سامنے کسی کا زور نہیں چلتا۔ ملک اسی کا ہے جس کو

مناسب جانے عطا فرمائے۔ لہٰذا ظالم کے مقابلہ میں اسی سے مدد مانگو۔ اسی پر نظر رکھو۔ اسی اسی سے ڈرو۔ صبر و تقویٰ کی راہ اختیار کرو اور یقین رکھو کہ آخری کامیابی صرف متقین کے لیے ہے

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ○ پ ۱۴ ع ۲۲

بے شک اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے جو نیکی کرتے ہیں۔

انسان جس قدر خدا سے ڈر کر تقویٰ، پرہیزگاری اور نیکی اختیار کرے گا اسی قدر خدا کی امداد و اعانت اس کے ساتھ ہو گی تو ایسے لوگوں کو کفّار کے مکر و فریب سے تنگدل اور غمگین ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔

اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِیْنَ

آپ صبر کیجیے۔ ڈرنے والوں کا انجام بھلا ہے۔

جیسے نوحؑ اور ان کے رفقا کا انجام اچھا ہُوا۔ آپ کے ساتھیوں کا مستقبل بھی نہایت تابناک اور کامیاب ہے آپ کفّار کی ایذاؤں پر صبر کریں گھبرا کر تنگدل نہ ہوں جیسے نوحؑ نے ساڑھے نو سو برس صبر کیا۔

هُوَ مَوْلٰنَا وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ○ پ ۱۰ ع ۱۳

وہی ہے کارساز ہمارا اور اللہ پر ہی چاہیے کہ بھروسہ کریں مسلمان۔

ہم چونکہ ظاہر و باطن میں خدا کو اپنا حقیقی مولا اور پروردگار سمجھتے ہیں لہٰذا ہماری گردنیں اُس کے فیصلے اور حکم کے سامنے پست ہیں۔ کوئی سختی اُس کی فرمانبرداری سے باز نہیں رکھتی اور اُسی پر ہم کو بھروسہ ہے کہ وہ عارضی سختی کو آخرت میں بالیقین اور بسا اوقات دُنیا میں بھی راحت و خوشی سے تبدیل کر دیگا۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ط اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ○

بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

طاعات اور مُنہیات شرعیہ کو انجام دینا دشوار ہے اُس کی سہولت کے لیے یہ طریقہ بتلایا گیا ہے کہ صبر اور صلوٰۃ سے مدد لو۔ کیونکہ ان کی مداومت سے تمام امور تم پر سہل کر دیے جائیں گے۔ جہاد میں محنت اُٹھاؤ۔ اس میں صبر اعلیٰ درجہ کا ہے۔ جو سختیاں اور شدائد جہاد کے وقت پیش آئیں ان کو صبر و استقامت سے برداشت کرو۔ ہمت نہ ہارو مثل ہے کہ ہمت کا حامی خدا ہے۔ کامیابی

کی کنجی دولت، لشکر، میگزین وغیرہ نہیں ہیں بلکہ ثابت قدمی، صبر و استقلال، قوت و طمانیتِ قلب، یادِ الٰہی، خدا و رسول اور ان کے قائم مقام سرداروں کی اطاعت و فرمانبرداری اور باہمی اتفاق و اتحاد۔ مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دی کہ تھوڑے بھی ہوں تو جی نہ چھوڑیں خدا کی رحمت سے دس گنے دشمنوں پر غالب آئیں گے۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ○

اور ڈرتے رہو اللہ سے اور جان لو کہ اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔

جو کام کرو خدا سے ڈر کر کرو اس کی خلاف اجازت ہرگز نہ ہو اور اللہ تعالیٰ بیشک پرہیزگاروں کا ناصر و مددگار ہے۔ کافروں سے لڑنا ہمیشہ روا ہے اور آپس میں ظلم کرنا ہمیشہ گناہ ہے۔ اگر کوئی کافر حرام مہینوں کا ادب کرے تو ہم بھی اس سے لڑائی کی ابتدا نہ کریں۔

خدا سے ڈرنے والے کو کسی کافر قوم سے ڈرنے اور دبنے کی کوئی وجہ نہیں۔ جب تک اور جس قدر مسلمان خدا سے ڈرتے رہے اسی وقت تک اور اسی قدر اُن کو کفار پر غلبہ حاصل ہوتا رہا۔ حق تعالےٰ ہمارے دلوں میں اپنا ڈر پیدا کر دے۔

اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ج پ ۱۰ ع ۱۲

جب وہ اپنے رفیق سے کہہ رہا تھا۔ تُو غم نہ کھا۔ بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

بوقتِ ہجرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم ظالموں کے ہجوم میں سے "شاهتِ الوجوه" فرماتے ہوئے اور کافروں کی آنکھوں میں خاک جھونکتے ہوئے صاف نکل آئے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو ساتھ لیا اور مکہ سے چند میل ہٹ کر غارِ ثور میں قیام فرمایا۔ اُدھر کفّار قائف کو ہمراہ لے کر حضورؐ کی تلاش میں نکلے۔ اُس نے غارِ ثور تک نشانِ قدم کی شناخت کی مگر خدا کی قدرت کہ غار کے دروازے پر مکڑی نے جالا تن لیا اور جنگلی کبوتر نے انڈے دیدیے۔ ابوبکر صدیقؓ کو غار کے اندر سے کفّار کے پاؤں نظر پڑتے تھے اُنھیں فکر تھی کہ جان سے زیادہ محبوب جس کے لیے سب کچھ فدا کر چکے ہیں دشمنوں کو نظر نہ پڑ جائیں۔ گھبرا کر کہنے لگے کہ یا رسول اللہ اگر ان لوگوں نے ذرا جھک کر اپنے قدموں کی طرف

نظر کی تو ہم کو دیکھ پائیں گے۔ حضورؐ نے فرمایا ابوبکر! تیرا کیا خیال ہے اُن دو کی نسبت جن کا تیسرا اللہ ہے یعنی جب اللہ ہمارے ساتھ ہے تو پھر کس کا ڈر ہے اُس وقت حق تعالیٰ نے ایک خاص قسم کی کیفیتِ سکون و اطمینان حضورؐ کے قلب مبارک پر اور آپ کی برکت سے ابوبکرؓ کے مقدس قلب پر نازل فرمائی اور فرشتوں کی فوج سے حفاظت و تائید کی۔

مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ج وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ○

(پ ۵ ع ۶)

جو کوئی حکم مانے اللہ کا اور اُس کے رسول کا۔ سو وہ اُن کے ساتھ ہیں جن پر اللہ نے انعام کیا کہ وہ نبی، صدیق، شہید اور نیک بخت ہیں اور اچھی ہے اُن کی رفاقت۔

مطلب یہ ہے کہ نبی، صدیق، شہید اور صالحین امت کے باقی افراد سے افضل ہیں۔ ان کے ماسوا جو مسلمان ہیں وہ درجہ میں ان کے برابر نہیں لیکن اللہ اور رسول کی فرمانبرداری میں مشغول ہیں وہ لوگ بھی انہی کے شمار اور ذیل میں لیے جائیں گے اور ان حضرات کی رفاقت بہت ہی خوبی اور فضیلت کی بات ہے۔ منافقین اس رفاقت اور معیّت سے محروم ہیں۔

اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ پ ۸ ع ۱۴

(ترجمہ) بے شک اللہ کی رحمت نیکوکاروں کے قریب ہے۔

مطلب یہ ہے کہ فقط دعا کرنا یا عذاب الٰہی سے ڈرنا یا جنّت کی طمع رکھنا بغیر عمل کے کچھ زیادہ مفید نہیں ہے بلکہ دعا اور بیم و رجا کے ساتھ نیکوکاری بھی نہایت ضروری ہے اللہ کی رحمت اگرچہ کل عالم کو اپنے اندر سمائے ہوئے ہے لیکن اس کا قرب نیک بندوں ہی کے لئے ہو سکتا ہے کہ وہ بدوں کو بھی بخش دے۔ مگر نیکوں کو رحمت الٰہی ضرور ڈھانپ لے گی۔ انشاء اللہ العزیز

محسنۂ کائنات

(سلسلہ کیلئے ملاحظہ ہو خدام الدین لاہور مؤرخہ یکم جون ۱۹۵۶ء)

از جناب ماسٹر [illegible] الدین صاحب جگ شاہ کوٹ ضلع شیخوپورہ

(۷)

دوسرا سین

افراد

اکبر	بوڑھا
بشیر	لڑکا
ہاجراں	اکبر کی بیوی
نذیراں	بشیر کی بہن
حمیدہ	پڑوسن

اکبر دہاجر کا گھر کیا ہے۔ شور و غل کے لحاظ سے پورا [illegible] بنا ہوا ہے۔ اکبر اور اس کی بیوی عالم کہولت کے دامن کو پکڑے ہوئے ہیں۔ نذیراں گھر پر بھوت کی طرح سوار ہے۔ ہر کام میں بوڑھے جوڑے کی مخالفت کرتی ہے۔ اور بات بات پر اُن کو ڈانٹ تیاتی ہے۔ بشیر دن بدن اپنی بیوی کی طرف جھک رہا ہے۔ اور والدین کی طرف سے بے اعتنائی برت رہا ہے۔ بیوی اس قدر زبان دراز ہے کہ بشیر کی موجودگی میں ہی اس کے والدین اور اس کی بہنوں کو [illegible] سناتی ہے۔ اور یہ بھی بعض اوقات والدین کو جھڑک دیتا ہے۔ اور اُن کو باعث فساد گردانتا ہے۔ آج سارا دن اس گھر سے لڑائی کی آواز معمول سے زیادہ آتی رہی ہے۔ کیونکہ اکبر کی چھوٹی لڑکی صفیہ بھی دو دن سے آئی ہوئی ہے۔

نذیراں :- قسمت کی مار۔ اس گھر میں دوسالائی بھی مشکل سے میسر آتی ہے۔ ایک دانے والی اور دس منہ کھانے والے۔ عید ہو یا شبرات بچوں کے وہی ایک دو جوڑے۔ اور میری طرف دیکھنی ہو۔ کتنی گیا دھو سے گی اور کیا نچوڑے گی۔ بیرگی ہی بچی رہتی ہوں۔ اور ادھر ضرورت پر ضرورت آتی ہے۔ عید [illegible] (دلوہے) کا جوتا نہیں ہے۔ کل کو ہمارے رشتہ تھی۔ اور (دوسرا) اُدھار کی فیس بھرتے پھرنا شاید پندرہ دن کے بعد ادا کرنی پڑتی ہے۔

پڑوسن حمیدہ :- ہاں بہن! غریب گھروں میں صبح و شام بڑی مشکل سے گزرتی ہے۔ کل میرا چھوٹا فیس مانگ رہا تھا۔ رستے آخرکار چار سیر گندم فروخت کرکے ادا کرنا پڑی۔ چھوٹی عید پر بچوں کے کپڑے بنوائے تھے۔ اب عید بقر پر اُن کو ہی دھو دھلا کر ان گزارینگے۔ حقیقت ہے۔ بہن جس چیز کا نام لو۔ سونے کے بھاؤ بکتی ہے۔

نذیراں :- دن رات کی ضروریات بڑی مشکل سے پوری ہوتی ہیں۔ اور جس گھر میں سارے کھانے والے ہی ہوں۔ اور پھر بن بلائے مہمانوں کی خوب بھرمار ہو۔ آخر ایسے میں گھر والے تو بس دلحاف بیچ کر نہ کھلائیں تو کدھر جائیں؟ میں تو حیران ہوں۔ رشتہ داروں نے آنکھوں پر پٹی باندھ رکھی ہے۔ کسی غریب کی بدحالی کا کوئی خیال نہیں۔ جب دل چاہا آ دھمکے۔ اور جب مرضی ہوئی رخصت ہوئے۔ حمیدہ! تو دیکھتی ہے کہ اس گھر کو تو مہمانوں نے ہی کھا لیا ہے۔

ہاجراں :- حمیدہ! لے میری صفیہ کو آئے ہوئے دو دن ہی گذرے ہیں۔ کہ مہمانوں کی شکایت شروع ہو گئی۔ یہ بیچاری تو ڈیڑھ سال کے بعد آئی ہے۔ بیاہی ہوئی بیٹی اگر ماں باپ کی زندگی میں اپنے میکے نہ آئے۔ تو بعد میں کب اُمید ہو سکتی ہے؟

نذیراں :- تیری صفیہ۔ ڈیڑھ سال کے بعد آئی ہے۔ زہرہ بھی ڈیڑھ سال کے بعد آتی ہے؟ ہر وقت ڈاکیا کی طرح یہاں ہی رہتی ہے۔ یہ بشیر کی ہمدرد بہنیں ہیں

پڑوسن حمیدہ :- نذیراں۔ اپنے باپ کا گھر ہے۔ یہ بیچاری تو دعا دیتی آتی ہیں۔ دعائیں دیتی جاتی ہیں۔ کچھ دیدیا۔ تو لے گئیں۔ ورنہ چپ چاپ رخصت ہو گئیں۔ بیٹی کا گھر میں کیا دھرا ہوتا ہے۔ پیدا ہوتی ہے تو بد نصیب۔ نہ اس کے پیدا ہونے پر مبارکباد یاں۔ نہ مرنے پر افسوس اور غریب گھروں میں تو بیاہ سے پہلے بیچاری بیٹیاں محنت مزدوری کرکے اپنا پیٹ پالتی ہیں۔ اور بیاہ کے دن اگر والدین ننگے سر سسرال میں بھیج دیں۔ تو بے زبان دل میں صبر شکر کرتیں۔ آنسو بہاتیں۔ بھائیوں کو دعائیں دیتیں رخصت ہو جاتی ہیں۔

نذیراں :- حمیدہ! تو بھی ہو۔ تو بشیر کی بہنوں نے ہمارے گھر میں پہرہ باندھ رکھا اور اس گھر میں قحط کی ذمہ دار یہی ہیں۔

ہاجراں :- تجھ سے خدا سمجھے۔ میرے بیٹے کے گھر میں کیوں فساد پڑے۔ میری صفیہ تو بہت والی ہے۔ جب سے پیدا ہوئی ہے۔ گھر میں ہر طرح سے فارغ البالی رہی۔ چھوٹے بھائیوں کی بہن بنی۔ گھر کی ضروریات اس کے ہوتے اب سے اچھی پوری ہوتی تھیں۔ اب تیرے گھر میں یہ کیوں سبز قدم ہونے لگی۔

نذیراں :- باپ کا گھر پہلے لوٹا۔ اب بد نصیب بھائی کے گھر پر حملہ ہے۔

صفیہ :- آج تو گھر کی مالک بن گئی ہے۔ ہم بھی اسی گھر میں پیدا ہوئے۔ ماں باپ نے ہمیں لڑکوں سے بڑھ کر کھلایا۔ پلایا۔ مگر تیرا وطیرہ میرے والدین کو خون کے گھونٹ پینے اور رات دن گھل گھل کر مرنے پر مجبور کرتا رہتا ہے۔ ہم تو پردیسی ہیں۔ بوڑھے ماں باپ کے دم تک ہمارا آنا جانا ہے۔ ان کی آنکھیں بند ہونے پر تیرے گھر کی کوئی راہ لے گا تو سو جوتے لگانا۔ (صفیہ رونے لگتی ہے)

پڑوسن :- نہ نذیراں نہ۔ بیچاری بیٹیاں کوئی زور نہیں رکھتیں۔ چند دن کے لئے فقیرانہ پھیرا ہے۔ پھر اپنے اپنے گھروں میں۔

ہاجراں :- (صفیہ کو روتے دیکھ کر) بیٹی تیرا جوتا روئے۔ ابھی تو تیرا باپ زندہ ہے۔ تو کیوں روتی ہے۔ تو تو میرے گھر کی برکت ہے۔ تو اس کی باتوں سے گھبراتی ہے یہ تو اب بشیر کو بھی ڈانٹ پلاتی ہے۔

پڑوسن :- اچھا بہن پیار سے رہو (رخصت ہوتی ہے)

نذیراں :- (پہلے سے خوب تیز ہو کر) بھائی مر گیا ہے۔ تب روتی ہے۔ ماں کے گھر ماتم کے لئے آئی ہے۔

ہاجراں :- میرے بیٹے کا خدا رکھوالا۔ تیری زبان میں کیڑے پڑیں۔ میرے بچے رہتی دنیا تک رہیں۔

نذیراں :- چڑیل کہیں کی۔ میرا گھر اُجاڑنے والیاں۔ واسطے میں رنڈی ہو جاؤں۔ اور اس گھر کو چھوڑوں۔ باپ کی ضد نے یہ دن دکھائے نہ مجھے اس گھر میں بیاہتا نہ مجھے ان منحوسوں سے پالا پڑتا۔ گھر میں خاک اُڑ رہی ہے۔ بچوں کے تلے نہ اوپر۔ مگر صفیہ اور زہرہ کی باری بندھی ہوئی ہے۔ ساتھ بچوں کا ڈیوڑھ شمار اعمال۔ دن رات لڑائی۔

صفیہ :- نذیراں ہاتو بھائیوں والی ہے اللہ کے آگے اللہ تعالیٰ نے اولاد بھی دی ہے مگر میرے بھائی کو ہر وقت بددعائیں دیتی رہتی ہے۔ اسی کی کمائی کھاتی ہے اسی کو کوستی رہتی ہے لیکن تیرا مقصد تو میرے ماں باپ کو جلانا ہے اور ہمارا داخلہ بند کرنا ہے۔

نذیراں :- کون ہے۔ تو بھائی کی رکھوالی۔ وہ مرجائے۔ [illegible] اس کی لاش گھر سے۔ ہائے میں رانڈی ہو گئی رانڈی (زور زور سے رونے لگتی ہے)

باقی صفحہ ۱۸ پر

احوالِ صالحین

از قاری محمد ابراہیم صاحب، مسجد ابن سبحان خاں لاہور

۱- حضرت جُنید بغدادیؒ فرماتے ہیں۔ کہ مَیں نے اخلاص ایک حجام سے سیکھا ہے۔ جب مَیں مکہ مکرمہ میں تھا ایک حجام ایک خواجہ کی حجامت بنا رہا تھا۔ میں نے کہا کیا میرے بال بھی خدا کے لئے کاٹ دوگے۔ اس نے کہا ہاں۔ اس کے بعد اس کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ ابھی تک اس خواجہ کی حجامت پوری نہ بنی تھی کہ حجام نے اس سے کہا آپ اب اُٹھ جائیے۔ کیونکہ جب خدا کا نام درمیان میں آگیا تو مَیں نے سب کچھ پالیا۔ پھر مجھ کو بٹھایا۔ میرے سر کو بوسہ دیا اور میرے بال مونڈ دیئے اس کے بعد مجھے ایک کاغذ دیا جس میں ریزگاری تھی۔ مجھ سے کہا کہ اسے اپنی ضرورت پر خرچ کرنا۔ میں نے جب اس کی یہ حالت دیکھی تو نیّت کی کہ جب مجھے کشائش نصیب ہوگی تو مَیں اس کے ساتھ مروّت کروں گا۔ ابھی بہت دن نہ گزرے تھے کہ کسی نے بصرہ سے ایک اشرفیوں کی تھیلی مجھے بھیج دی۔ مَیں اُسے لے کر اسی حجام کے پاس گیا۔ جب میں نے وہ تھیلی اس کو دی تو اس نے کہا یہ کیا ہے میں نے کہا میری نیّت یہ تھی کہ جب مجھے کشائش ہوگی تو میں تمہیں دُوں گا۔ اس نے کہا۔ تجھے خدا سے شرم نہیں آتی۔ تو نے مجھے کہا تھا کہ خدا کے لیے میری حجامت بنا دے اور اب یہ کیا لے کر آیا ہے۔ کیا یہ اس کا عوض ہے۔ بھلا تم نے کہیں یہ دیکھا ہے۔ کہ کوئی شخص خدا کے لئے کام کرے اور پھر اس کا عوضانہ طلب کرے۔

۲- ایک دفعہ ایک شخص آپ کے پاس ہزار دینار لایا اور سامنے رکھ کر کہنے لگا کہ ان کو اپنے لوگوں میں تقسیم کر دیجیے۔ آپ نے پوچھا کہ تمہارے پاس ان کے سوا اور دینار بھی ہیں۔ اس نے کہا ہاں۔ آپ نے پھر پوچھا کہ جو کچھ تمہارے پاس ہے۔ ان میں اضافہ بھی چاہتے ہو۔ اس نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا ان دیناروں کو تمہیں لے جاؤ کیونکہ ہم سے زیادہ تم کو ان کی ضرورت ہے۔

۳- حضرت بہلول رحمۃ اللہ علیہ قبرستان میں رہتے تھے۔ ایک دن حضرت سری سقطیؒ نے کہا آپ شہر میں کیوں نہیں قیام فرماتے جواب دیا کہ مَیں ایسے لوگوں کے پاس رہتا ہوں کہ اگر ان کے پاس بیٹھتا ہوں، تو وہ مجھے تکلیف نہیں پہنچاتے اور اگر ان سے غائب ہوتا ہوں تو غیبت نہیں کرتے

۴- عمر بنانی رحمۃ اللہ علیہ کا گزر ایک راہب پر ہُوا۔ جس کے دائیں ہاتھ میں سفید اور بائیں ہاتھ میں سیاہ کنکریاں تھیں۔ عمرؒ نے دریافت کیا کہ آپ ان کو کیا کرتے ہیں۔ اس نے جواب دیا۔ کہ جب میں کوئی نیکی کرتا ہوں تو ایک سفید کنکری سیاہ کنکریوں میں ڈال دیتا ہوں اور جب مجھ سے گناہ سرزد ہو جاتا ہے۔ تو ایک سیاہ کنکری سفید کنکریوں میں ڈال دیتا ہوں اور رات کو ان کا شمار کرتا ہوں اگر نیکیاں گناہوں پر غالب ہوتی ہیں تو روزہ افطار کر لیتا ہوں اور عبادت کے لیے کھڑا ہو جاتا ہوں۔ لیکن اگر گناہ نیکیوں سے بڑھ جاتے ہیں تو نہ کچھ کھاتا ہوں نہ پیتا ہوں۔ یہ میرا حال ہے۔

۵- حضرت ربیع بن خثیم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے گھر میں ایک قبر کھودی ہوئی تھی۔ ہر روز کئی بار اس میں لیٹتے اور فرماتے کہ اگر ایک ساعت میں موت کو بھلا دوں تو میرا دل سیاہ ہو جائے۔

۶- سلطان ملک ناصر الدین قرآن شریف لکھ کر فروخت کیا کرتے اور اسی آمدنی پر گزارہ کیا کرتے تھے۔ شاہی خزانہ سے کبھی ایک پیسہ تک نہیں لیا۔ ایک دفعہ ایک قرآن شریف نہایت اہتمام اور بڑی محنت کے ساتھ لکھا۔ اُمرائے دربار نے دیکھنے کا اشتیاق ظاہر کیا۔ آپ نے دکھایا سب نے تعریف کی۔ لیکن ایک اہلکار نے کہا کہ اس لفظ پر فتح یعنی زبر ہونی چاہیے۔ سلطان نے کہا نہیں اسی طرح درست ہے۔ اس نے اصرار کیا۔ آپ نے اس پر نشان لگا دیا اور کہا کہ اس کو درست کروں گا۔ سب لوگ رخصت ہو گئے اور فقط ایک معتمد باقی رہ گیا۔ سلطان نے اس نشان کو مٹا دیا۔ معتمد نے کہا کہ اگر اس کو مٹانا ہی تھا تو اس وقت نشان کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ سلطان نے فرمایا مجھے پورا یقین تھا کہ وہ اہلکار غلط کہہ رہا ہے اور دوسرا قرآن شریف لاکر میں اس کی غلطی کو ثابت بھی کر سکتا تھا۔ لیکن مَیں نے اس کی شرمندگی اور دل شکنی کو گوارا نہ کرتے ہوئے نشان لگا کر اس کی حوصلہ افزائی کر دی۔ جس سے میرا کچھ حرج نہیں ہُوا۔ لیکن وہ شرمندگی سے محفوظ رہا۔

۷- کسی شخص نے ایک بزرگ کو گالی دی۔ اس بزرگ نے فرمایا۔ میرے اور دوزخ کے درمیان یہ گھاٹی ہے۔ اگر میں اس کو طے کر گیا تو تیرے کہنے کا کچھ باک نہیں اور اگر طے نہ کر سکا تو جو کچھ تو کہتا ہے اس سے بھی بدتر ہوں۔

۸- حضرت مشعر بن کدامؒ سے اگر کوئی کہتا کہ میرے لیے دُعا کرو تو فرماتے دُعا تو خود کریں آمین مَیں کہہ دُوںگا۔ کیونکہ دُعا حاجتمند ہی کو کرنی چاہیئے۔

۹- حضرت محمد بن کعبؒ لنگڑے تھے فرمایا کرتے۔ اے لنگڑے مَیں تجھے دیکھتا ہوں کہ جب قیامت کے دن ہر خطاوار گروہ کو جُدا جُدا ندا دی جائے گی اس وقت تجھ کو ہر خطاوار گروہ کے ساتھ کھڑا ہونا پڑے گا اور تیرا کوئی عذر لنگ قابلِ قبول نہ ہوگا۔

۱۰- حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تمام عمر کرایہ کے مکان میں رہے ایک دفعہ کسی نے کہا آپ اپنا گھر کیوں نہیں بنا لیتے۔ فرمایا چھوڑ جانے کو اپنا اور غیر کا گھر دونوں برابر ہیں۔

۱۱- حضرت امام زین العابدینؓ کی شان میں کسی بے ادب نے کلمات بے ادبی کہے آپ نے فرمایا۔ کہ میں ایسا ہی ہوں جیسا تُو نے کہا ہے تو میں اللہ تعالےٰ سے استغفار کرتا ہوں۔ اگر ایسا نہیں ہوں جیسا تو نے کہا تو اللہ تعالےٰ سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ تیری مغفرت فرمائے۔

۱۲- حضرت رباح قیسیؒ کی بیوی اوّل شب، نماز عشا کے بعد عمدہ کپڑے پہن کر شوہر سے کہتیں۔ کیا آپ کو میری حاجت ہے۔ اگر وہ کہتے نہیں تو وہ لباس اتار کر اور دوسرا لباس بدل کر تمام رات قیام میں مشغول رہتیں۔

۱۳- بادشاہ ہمایوں ہمیشہ با وضو رہتے

(باقی صفحہ ۶ پر)

حضرتِ عمرؓ اور خوفِ خدا

از جناب عبد الرشید صاحب عباسی واہ چھاؤنی

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسا اوقات ایک تنکا ہاتھ میں لیتے اور فرماتے کاش میں یہ تنکا ہوتا۔ کبھی فرماتے کاش مجھے میری ماں نے جنا ہی نہ ہوتا۔ ایک مرتبہ کسی کام میں مشغول تھے ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ فلاں شخص نے مجھ پر ظلم کیا ہے۔ آپ چل کر مجھے بدلہ دلوا دیجئے۔ آپ نے اسے ایک دُرّہ مار دیا۔ کہ جب میں اس کام کے لئے بیٹھتا ہوں اس وقت تو آتے نہیں اور جب میں مشغول ہو جاتا ہوں تو آکر کہتے ہیں کہ بدلہ دلوا دو۔ وہ شخص چلا گیا تو آپ نے آدمی بھیج کر اس کو بلوایا اور دُرّہ اس کو دے کر فرمایا کہ بدلہ لے لو۔ اس نے عرض کیا کہ میں نے اللہ کے واسطے معاف کیا۔ آپ گھر تشریف لائے دو رکعت نماز پڑھی اس کے بعد اپنے آپ کو خطاب کر کے فرمایا۔ اے عمر تو کمینہ تھا، اللہ نے تجھ کو اونچا کیا، تو گمراہ تھا اللہ نے تجھ کو ہدایت کی، تو ذلیل تھا اللہ نے تجھے عزت دی پھر لوگوں کا بادشاہ بنایا اب ایک شخص آکر کہتا ہے کہ مجھے ظلم کا بدلہ دلوا دے تو تو اس کو مارتا ہے۔ کل قیامت کے دن اپنے رب کو کیا جواب دے گا۔

بڑی دیر تک اسی طرح اپنے آپ کو ملامت کرتے رہے (اسد الغابہ) آپ کے غلام حضرت اسلمؓ کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ساتھ حرۃ (مدینہ کے قریب ایک مقام) کی طرف جا رہا تھا۔ ایک جگہ آگ جلتی ہوئی جنگل میں نظر آئی۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ شاید کوئی قافلہ ہے جو رات ہو جانے کی وجہ سے شہر میں نہیں گیا۔ باہر ہی ٹھیر گیا۔ چلو اس کی خیر خبر لیں، رات کو حفاظت کا انتظام کریں۔ وہاں پہنچے تو دیکھا کہ ایک عورت ہے جس کے ساتھ چند بچے ہیں جو رو رہے ہیں اور چلا رہے ہیں، ایک دیگچی چولھے پر رکھی ہے۔ جس میں پانی بھرا ہوا ہے اور اس کے نیچے آگ جل رہی ہے۔ آپ نے سلام کیا اور قریب آنے کی اجازت لے کر اس عورت کے پاس گئے اور پوچھا کہ یہ بچے کیوں رو رہے ہیں؟ عورت نے کہا کہ بھوک سے لاچار ہو کر رو رہے ہیں۔ دریافت فرمایا کہ اس دیگچی میں کیا ہے؟ عورت نے کہا کہ پانی بھر کر بہلانے کے واسطے آگ پر رکھ دی ہے کہ ذرا ان کو تسلی ہو جائے۔ اور سو جائیں۔ امیر المومنین عمرؓ کا اور میرا اللہ ہی کے یہاں فیصلہ ہو گا کہ میری اس تنگی کی خبر نہیں لیتے۔ حضرت عمرؓ رونے لگے اور فرمایا کہ اللہ تجھ پر رحم کرے۔ بھلا عمرؓ کو تیرے حال کی کیا خبر ہے؟ کہنے لگی کہ وہ ہمارے امیر بنے ہیں اور ہمارے حال کی خبر بھی نہیں رکھتے۔ اسلم کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ مجھے ساتھ لے کر واپس ہوئے اور ایک بوری میں بیت المال سے کچھ آٹا اور کھجوریں اور چربی، کچھ کپڑا اور کچھ درہم لئے۔ غرض اس بوری کو خوب بھر لیا اور فرمایا کہ اس کو میری کمر پر رکھ دے۔ میں نے عرض کیا کہ میں لے چلوں، آپ نے فرمایا کیا قیامت میں بھی میرے بوجھ کو تو ہی اٹھائے گا۔ اس کو میں ہی اٹھاؤں گا۔ اس لئے کہ قیامت میں مجھ ہی سے اس کا سوال ہو گا۔ میں نے مجبور ہو کر بوری کو آپ کی کمر پر رکھ دیا۔ آپ نہایت تیزی کے ساتھ اس کے پاس تشریف لے گئے۔ میں بھی ساتھ تھا وہاں پہنچ کر اس دیگچی میں آٹا اور کچھ چربی اور کھجوریں ڈالیں اور اسے پکانا شروع کیا اور خود ہی چولھے کو پھونکتے رہے۔ اسلم کہتے ہیں کہ آپ کی گنجان داڑھی میں سے دھواں نکلتا ہوا میں دیکھتا رہا۔ حتیٰ کہ حریرہ سا تیار ہو گیا۔ اس کے بعد آپ نے اپنے دستِ مبارک سے نکال نکال کر ان کو کھلایا۔ وہ سیر ہو کر خوب ہنسی کھیل میں مشغول ہو گئے اور جو بچا تھا وہ دوسرے وقت کے واسطے ان کے حوالے کر دیا۔ وہ عورت بہت خوش ہوئی اور کہنے لگی۔ اللہ تعالےٰ تمہیں جزائے خیر دے۔ تم تھے اس کے مستحق کہ بجائے حضرت عمرؓ کے تم ہی خلیفہ بنائے جاتے۔ حضرت عمرؓ نے اسے تسلی دی اور فرمایا کہ جب تم خلیفہ کے پاس جاؤگی تو مجھ کو بھی وہیں پاؤگی۔ پھر حضرت عمرؓ اس کے قریب ہی ذرا ہٹ کر زمین پر بیٹھ گئے اور تھوڑی دیر بیٹھنے کے بعد چلے آئے۔ اور فرمایا کہ میں اس لئے بیٹھا تھا کہ میں نے ان کو روتے ہوئے دیکھا تھا، میرا دل چاہا کہ تھوڑی دیر انہیں ہنستے ہوئے بھی دیکھوں۔

حضرت عمرؓ صبح کی نماز میں اکثر سورۂ کہف۔ طٰہٰ وغیرہ بڑی سورتیں پڑھتے اور روتے کہ کئی کئی صفوں تک آواز جاتی۔ ایک مرتبہ صبح کی نماز میں سورۂ یوسف پڑھ رہے تھے۔ جب اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ پر پہنچے تو روتے روتے آواز نہ نکلی۔ تہجد کی نماز میں بعض مرتبہ روتے روتے گر جاتے اور بیمار ہو جاتے۔

خوفِ خدا کا یہ عالم تھا جس کے نام سے بڑے بڑے نامور با جبروت بادشاہ لرزتے تھے، کیا آج حاکموں اور امیروں نے کبھی کسی مظلوم کی آہ و زاری پر کان دھرنے کی کوشش کی ہے؟ کسی فاقہ زدہ کے گھر کا جائزہ لیا ہے؟ کسی فاروقی و صدیقی نے عدل و صداقت کی روشنی میں اپنے خد و خال دیکھے ہیں؟ کتنے ہیں جنہیں بیواؤں، یتیموں اور مسکینوں کی حالتِ زار پر رحم آتا ہے۔ کبھی کبھی وقت کے تقاضے یہ سوچنے پر مجبور کر دیتے ہیں کہ ظالم وہ نہیں جو ستم ڈھاتا ہے بلکہ وہ مظلوم ہے جو ظلم و تشدد کی تاب نہ لاتے ہوئے آہ و بکا کرتا ہے۔ خدا نہ کرے کہ قوم کے بڑوں کے دل میں سے روزِ قیامت و یوم الحساب کا یقین ہمیشہ کے لئے مٹ جائے۔

جب حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے خلافت سنبھالی تو سب سے پہلے اپنے خاندان کی اصلاح کی۔ جن عزیزوں کو پہلے بادشاہوں کی طرف سے جاگیریں اور عطیے ملے ہوئے تھے ان میں سے بقدرِ ضروریاتِ زندگی چھوڑ کر باقی حصہ ضبط کر لیا۔ کیونکہ مسلمانوں کی حق تلفی کر کے اقربا نوازی کے طور پر بغیر کسی استحقاق جائز کے انہیں یہ عطیے اور جاگیریں دی گئی تھیں خلیفۂ وقت کے اس عادلانہ اقدام سے خاندان میں ناراضی کی لہر دوڑ گئی۔ چنانچہ آپ کی پھوپھی نے خاندان والوں کی حمایت کرتے ہوئے کہا۔ "پہلے خلفاء جو ہم کو عطیہ دیتے تھے اور ہمارے مراتب کا خیال رکھتے تھے۔ آپ نے ان کو اس سے محروم کر دیا ہے۔ ان کے قدیم حقوق رہنے دیتے اور ان سے غیروں کی دی ہوئی روٹی نہ چھینتے۔"

خلیفہ نے کہا۔ "میں نے ان کا کوئی حق نہیں روکا۔"

پھوپھی بولی۔ "سب لوگ آپ کے مخالف

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

الخشوع والخضوع فی الصلوٰۃ

از مولینا جار اللہ خیر پور ٹامیوالی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ جابر القلوب المنکسرۃ من اجلہ وغافر الذنوب المستغفرین بفضلہ اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ ولا شئ کمثلہ واشھد ان محمداً عبدہٗ ورسولہٗ المبعوث الی الاسود والاحمر خاتم الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ المستمسکین بحبلہ وسلم تسلیماً۔

امابعد! اللہ تعالےٰ نے اپنے ایسے بندوں کی تعریف فرمائی جو اس کے حضور میں اپنی فروتنی کا اظہار کرنے والے ہیں، جو خدائے لایزال اور بزرگ و برتر کی عظمت و بزرگی کے سامنے اپنے میں انکساری، عاجزی اور شکستگی پانے والے ہیں، جو اس کی خدمت میں خشوع، خضوع اور نیاز سے پیش آنے والے ہیں۔
اِنَّھُمْ کَانُوْا یُسٰرِعُوْنَ فِی الْخَیْرٰتِ وَیَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَھَبًا وَکَانُوْا لَنَا خٰشِعِیْنَ ○

پ ۱۷- سورہ انبیاء رکوع ۶

ترجمہ۔ وہ (ہمارے بندے) بھلائیوں پر دوڑتے (اور خوب کوشش کرتے تھے) اور ہمیں (اس طرح) پکارتے تھے کہ (ان کے دلوں میں ہم سے) توقع، امید اور ڈر تھا اور ہمارے سامنے عاجز تھے (ظاہراً بھی ہمارے سامنے عجز و نیاز کا اظہار کرتے تھے) (۱۲)

وَالْخٰشِعِیْنَ وَالْخٰشِعٰتِ (الی قولہ) اَعَدَّ اللہُ لَھُمْ مَّغْفِرَۃً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا ○ پ ۲۲- سورہ احزاب رکوع ۵

ترجمہ۔ عجز و نیاز سے حاضری دینے والے مردوں اور عورتوں کے لئے اللہ تعالےٰ نے بخشش اور مغفرت (کے ساتھ ساتھ) ایک بڑا اجر تیار کر رکھا ہے (جو ان کو آخرت میں بطور انعام عطا ہوگا) ۱۲

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ○ الَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ صَلَاتِھِمْ خٰشِعُوْنَ ○ (الی قولہ) وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَلٰی صَلَوٰتِھِمْ یُحَافِظُوْنَ ○ پ ۱۸- سورہ مومنون- رکوع ۱

ترجمہ۔ بیشک ایسے ایمان والے فلاح و کامیابی پا گئے جو اپنی نماز ایسی حالت میں ادا کرتے ہیں کہ ان میں (غایت درجہ) فروتنی پائی جاتی ہے (اسی آیت تک) اور وہ بھی جو اپنی نمازیں پابندیٔ (اوقات) سے ادا کرتے ہیں۔ (۱۲)

پارہ قد افلح المؤمنون ۱۸ کی ابتدا میں خدائے بزرگ و برتر نے چند ایسے صفات (فی ضمن المومنون) کا ذکر فرمایا جو مومن کے لئے فلاح دارین کا موجب اور سبب ہیں۔ لیکن ان سب میں سے نماز کا ایک ہی رکوع میں دو بار ذکر فرمانا قادر مطلق کے نزدیک نماز کے کمال درجہ مہتم بالشان ہونے پر دال ہے۔

عبادات میں نماز کا مقام

اسلام فی الحقیقت سنت اللہ اور فطرت اللہ کا دوسرا نام ہے۔
فِطْرَتَ اللہِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْھَا لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللہِ ذٰلِکَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ○ پ ۲۱- س الروم- ع ۴

ترجمہ۔ وہی ساخت اللہ کی جس پر تراشا لوگوں کو۔ اللہ کے بنائے ہوئے کو بدلنا نہیں۔ یہی (فطرت اللہ اور سنت اللہ) دین قیم ہے لیکن اکثر لوگ سمجھتے نہیں۔

ایک اٹل قانون | حقیقت میں تشریعیات بھی تکوینیات کی طرح کائنات ہستی کے قدرتی نظام کا جزو اعظم اور زنجیر فطرت کی ایک حسین ترین کڑی ہے۔ ہم جب کائنات کے ہر حصہ، ہر ذرہ، اور ہر گوشہ کا بنظر غائر مطالعہ کرتے ہیں۔ تو ہمیں فطرت اللہ اور قدرت اللہ میں ایک عظیم الشان قانون اور اصول کار فرما نظر آتا ہے جسے ہم "قانون مرکزیت" سے تعبیر کر سکتے ہیں۔ یہ "قانون مرکزیت" ارغنون ہستی کے ہر نغمہ اور موسیقی فطرت کے ہر زیر و بم میں نمایاں اور صاف نظر آتا ہے۔

عالم تکوینیات کی تقسیم

عالم تکوینیات کی دو قسمیں ہیں۔ عالم آفاق۔ عالم انفس۔ آئیے ہم عالم آفاق سے قبل عالم انفس کی طرف توجہ کریں! عالم انفس پر جب نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ہمارا وجود کتنے مختلف ظاہری اور باطنی قوی سے مرکب ہے۔ دوسرے لفظوں میں جسموں اور وجودوں کی ایک مکمل بستی ہم میں آباد ہے۔ اس آبادی کے ہر وجود، ہر جسم، ہر عضو اور ہر جوڑ کا ایک مخصوص وظیفہ اور کام ہے۔ لیکن بایں ہمہ یہ ساری آبادی ایک مرکز کے سامنے مطیع، سجدہ ریز اور سربسجود ہے۔ سب کی حیات و ممات، اور حرکت و سکون کا موقوف علیہ فقط ایک دل ہے۔
الا ان فی الجسد لمضغۃ اذا صلحت صلح الجسد کلہ واذا فسدت فسد الجسد کلہ الا وھی القلب (الحدیث)

ترجمہ۔ جسم میں ایک گوشت کا لوتھڑا ہے (جسے سارے جسم کے لئے مرکز کی حیثیت حاصل ہے) اگر وہ صالح اور درست ہو جائے تو سارا جسم صلاحیت و درستگی پر ہوتا ہے۔ اور جب اس میں فساد اور خرابی آجائے تو سارا جسم فاسد ہو کر رہ جاتا ہے اور یہ لوتھڑا دل ہے۔

عالم آفاق | عالم آفاق کے کسی ایک گوشے مثلاً نظام سیارگان پر نظر ڈالیں تو ہمیں زندگی اور حرکت کا ایک محیر العقول طلسم معلوم ہوتا ہے لیکن یہ سب ایک مرکز شمس کے تابع ہے جسے ان کے لئے محور کی حیثیت حاصل اور یہ سب اپنے کعبہ مرکز کا طواف کر رہے ہیں۔
ذٰلِکَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ (پ ۲۴- س حٰم سجدہ رکوع ۲)

اور ہماری زمین بھی تو اسی دائرہ کی کڑی ہے۔ جو شب و روز اپنے مرکز کے طواف میں مشغول ہے۔ ہر سیارہ کے دوران و طواف کے لئے قادر مطلق نے ایک خاص وقت، زمانہ، مدت اور راہ مقرر فرما دی ہے۔ جس سے ایک سیکنڈ کے لئے بھی کوئی باہر جانے کی جرأت نہیں کر سکتا۔
الم تر ان اللہ یسجد لہٗ من فی السموات و من فی الارض والشمس والقمر والنجوم الآیۃ

(پارہ ۱۷ سورہ حج رکوع ۲)

ترجمہ۔ تو نے نہیں دیکھا کہ جو کوئی آسمان میں ہے اور جو کوئی زمین میں ہے، سورج، چاند اور تارے اسی (رب العالمین) کو سجدہ کرتے ہیں۔

لا الشمس ینبغی لہا ان تدرک القمر ولا اللیل سابق النہار وکل فی فلک یسبحون ○

(پارہ ۲۳- سورہ یٰس- رکوع ۳)

ترجمہ۔ نہ سورج سے (مقدور) ہو کہ چاند کو پکڑ لے اور نہ رات دن سے آگے بڑھے اور ہر کوئی ایک چکر میں پیرتے ہیں (جیسا کہ ہم نے مقرر کر دیا ہے)

قانون مرکزیت کا یہ نظارہ عظیم الشان اور بلند ترین نظارہ ہے اگر اس سے تنزل کر کے نیچے آئیں تو ہمیں پیا نوٹے قدرت کی ہر کنجی میں یہی ایک اصول کار فرما نظر آتا ہے۔

عالم نباتات ہم عالم نباتات کے کسی ایک درخت کو لے کر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ ایک چھوٹی سی مجتمعہ وحدت کتنی وسیع ترین مختلف الانواع و الالوان کثرت سے مرکب ہے۔ ڈالیاں، شاخیں، پتے، پھول، بیج، ثمر، لیکن ان سب کی زندگی کے بقا اور نشو و نما کا تعلق فقط ایک مرکز جڑ سے وابستہ ہے۔ اب ہم اپنے مطمح نظر یعنی تشریعیات کی طرف آئیں۔

تشریعیات کی تقسیم عقائد، شعائر اللہ، اعمال و افعال

عقائد! شرعیات کی سب سے اول اور اعلیٰ قسم عقائد پر کچھ سوچیں تو ہمیں یہاں بھی وہی اصول مرکزیت نمایاں طور پر نظر آتا ہے۔ کہ جمیع عقائد کے لئے توحید، مرکز، محور اور دائرہ کا حکم رکھتی ہے کہ جس کے بغیر چشم زدن کے لئے بھی باقی عقائد و اعمال نجات دہندہ، مفید اور سودمند نہیں رہتے

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ (پ۵ سورہ نساء رکوع ۷)

ترجمہ۔ بیشک خدا تعالیٰ اسے نہیں بخشتا کہ اس کا (جلی یا خفی طور پر) شریک ٹھہرایا جائے اور اس سے نیچے گناہ جس کے چاہے بخش دے۔

اِنَّہٗ مَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ الْجَنَّۃَ وَمَاْوٰہُ النَّارُ (پ۶ سورہ مائدہ رکوع ۱۰)

ترجمہ۔ بیشک جس نے اللہ کا شریک بنایا سو اللہ نے اس پر جنت حرام کردی اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے۔

وَمَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَکَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُہُ الطَّیْرُ اَوْ تَہْوِیْ بِہِ الرِّیْحُ فِیْ مَکَانٍ سَحِیْقٍ (پ ۱۷ سورہ حج رکوع ۴)

ترجمہ۔ اور جس نے اللہ کا شریک بنایا گویا کہ وہ آسمان (توحید کی عظیم ترین بلندی) سے شرک کرکے پست ترین گڑھے جا گرا۔ سو اب خواہ اسے خواہشات ہوا اور افکار (دنیہ کے) اڑنے والے (مردار خوار) جانور اچکتے پھریں یا (بدترین) ماحول کے تند و تیز جھکڑ اسے کسی دور گہرے کھڈے میں جا ڈالے کہ جہاں اس کی کوئی ہڈی بھی نظر نہ آئے۔

شعائر اللہ یہ باب عقائد کا ایک جزء لازم اور تتمہ ہیں ان میں بھی کعبۃ اللہ کو جمیع شعائر اللہ کے مقابلہ مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ جس کے دل میں بیت اللہ اور بیت عتیق کی تعظیم نہیں۔ باقی شعائر کی لاکھ تعظیم کرے کوئی سود مند نہ ہوگی۔

وَمَنْ یُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰہِ فَاِنَّہَا مِنْ تَقْوَی الْقُلُوْبِ (الی قولہ) ثُمَّ مَحِلُّہَآ اِلَی الْبَیْتِ الْعَتِیْقِ ○ (پارہ ۱۷۔ سورہ حج رکوع ۴)

ترجمہ۔ اور جو کوئی اللہ (کی طرف منسوب اور اس) کی نام لگی چیزوں کا ادب رکھے۔ سو وہ دل کی پرہیزگاری پر دال ہے۔ (آپ اس تک) پھر ان کو (اپنے مرکز اور منزل مقصود) ایک قدیم گھر (کعبہ) تک پہنچنا ہے۔

جَعَلَ اللّٰہُ الْکَعْبَۃَ الْبَیْتَ الْحَرَامَ قِیٰمًا لِّلنَّاسِ (پارہ ۷۔ سورہ مائدہ ع ۱۳)

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ نے بزرگی والے گھر کعبہ کو لوگوں کے لئے قیام (عبادات) کا باعث بنایا۔

قولہ قیامًا للناس پر غور کریں تو حقیقت کھل جاتی یہی وجہ تھی کہ حج اور اشرف العبادات (نماز) اس بغیر جائز نہیں (الا بالتعذر)

اعمال شرعیات کی تیسری اہم قسم اعمال پر غور و فکر کرنے سے بھی یہی نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ جس طرح جمیع عقائد کے لئے توحید جمیع شعائر کے لئے بیت الحرام (کعبہ) مرکز کے حکم رکھتے ہیں۔ اسی ہی طرح نماز بھی جمیع اعمال و افعال شرعیہ کے لئے مرکز اور محور کا حکم رکھتی ہے۔

عن ابی الدرداء قال اوصانی خلیلی (الی ان قال) لا تترک صلوٰۃ مکتوبۃ متعمدًا فمن ترکہا متعمدًا فقد برئت منہ الذمۃ (مشکوٰۃ صـ۵۹)

(ترجمہ) حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ ذکر کرتے ہیں کہ مجھے میرے دوست (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) نے وصیت فرمائی۔ فرمایا فرضی نماز عمداً (جان بوجھ کر) مت چھوڑنا۔ کیونکہ جس نے فرضی نماز عمداً ترک کردی تو میں اس کے ذمہ سے بری ہوگیا (اب اسے دوزخ کے جس حصہ میں ڈالا جائے) اعاذنا اللہ منہ۔

عن جابر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال بین الکفر والایمان ترک الصلوٰۃ (ترمذی صـ۸۶ ج۲)

ترجمہ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کفر اور ایمان کے درمیان (فرق) نماز ترک کرنے کا ہے (کہ ترک صلوٰۃ سے ایمان نہیں رہتا)

حالانکہ وعید میں ایسی تغلیظ کسی اور عمل شرعیہ کے ترک کے متعلق اختیار نہیں فرمائی۔

عن عبد اللہ بن شقیق العقیلی قال کان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یرون شیئًا من الاعمال ترکہ کفر غیر الصلوٰۃ۔ ترمذی صـ۵۵ ج۲

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اعمال میں سے کسی عمل کے ترک کو کفر نہیں سمجھتے تھے لیکن (فقط) نماز کے ترک کو کفر خیال کرتے تھے۔

نماز مومن کامل کی روحانی پرواز ہے، ارتقاء، صعود اور عروج کا ایک بلند تر سے بلند ترین مقام ہے۔ الصلوٰۃ معراج المؤمن۔ اسی لئے نماز کو باجماعت اور بروقت ادا کرنے پر بڑے اہتمام سے ترغیب فرمائی اور نہ کرنے پر ترہیب۔

(عبادہ بن صامت رض) اشھد انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول خمس صلوات افترضھن اللہ عزوجل من احسن وضوءھن وصلاھن لوقتھن واتم رکوعھن وخشوعھن کان لہ علی اللہ عہد ان یغفر لہ ومن لم یفعل فلیس لہ علی اللہ عہد ان شاء غفر لہ و ان شاء عذبہ (الحدیث) ابوداؤد صـ۲۴۷ ج۱

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اللہ عزوجل نے پانچ نمازیں فرض کی ہیں جس نے ان کا وضو اچھے اور مکمل طریقہ پر کیا، پانچوں نمازیں ٹھیک وقت پر اتمام رکوع اور پورے خشوع و خضوع سے ادا کیں تو ایسے شخص سے خدا کا وعدہ ہے کہ وہ اسے (اپنی رحمت سے) بخش دے گا اور جس نے ایسا نہ کیا تو خدا کا اس سے کوئی وعدہ نہیں چاہے تو عذاب میں مبتلا فرمائیں اور چاہے تو بخش دے۔ (حدیث)

(ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ لقد ہممت ان آمر فتیتی فیجمعوا لی حزمًا من حطب ثم آتی قومًا یصلون فی بیوتہم لیس بہم علۃ فاحرقہا علیہم (الحدیث) ابوداؤد صـ۸۱ ج۱

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں نے قصد کیا ہے کہ اپنے نوجوانوں کو حکم دوں کہ وہ میری غرض لکڑیوں کے گٹھے جمع کرلائیں۔ پھر میں ایسی قوم کی طرف جاؤں جو بغیر بیماری (عذر) گھروں میں نماز ادا کرتے ہیں۔ اور جماعت میں حاضر نہیں ہوتے۔ سو میں ان کے گھروں کو نذر آتش کردوں (حدیث)

اسلام اپنے حلقہ بگوشوں میں روحانیت، عشق الٰہی کی تڑپ، درد، سوز و گداز، توکل، صبر، راہ حق میں آنے والے مصائب سے نبرد آزمائی، مذہب و ملت کے بقاء و دوام کے لئے تختہ دار پر مسکرا دینا، ہمت و استقلال کا ایک غیر فانی جذبہ مشتعل کرتا ہے۔ اسی ہی جذبہ نے میدان بدر

پاکستانی حاجیوں کی تکالیف

لقمان حکیم حافظ محمد طیب ۱۹ انکلسن روڈ لاہور

اس سال مغربی پاکستان سے سات بحری جہاز حجاج کو لے کر گئے تھے - ان میں سے اس وقت تک صرف دو جہاز کراچی واپس پہنچے ہیں - اور پانچ جہازوں کے مسافر اس وقت انتہائی کس مپرسی کے عالم میں واپسی کے منتظر ہیں - اس کے برعکس تمام دنیا کے حاجی اپنے اپنے وطن واپس پہنچ چکے ہیں - حد تو یہ ہے - کہ مشرقی پاکستان کے بھی تمام حاجی اپنے وطن واپس آ چکے ہیں - اُن کے لئے ایک ہفتہ کی مدت میں پانچ جہاز مہیا کئے گئے -

شاید یہ اس لئے ہوا - کہ ہمارے وہاں کے سفیر خواجہ شہاب الدین ہیں - اور اُن کا تعلق مشرقی پاکستان سے ہے - یہ بات ہماری فہم سے بالا ہے - کہ کیا وہ کل پاکستان کے سفیر ہیں - یا صرف مشرقی پاکستان کی طرف سے سمجھ میں نہیں آتا - کہ ایک طرف تو ہماری حکومت کا پروپیگنڈا کا سارا زور اس بات پر صرف ہو رہا ہے - کہ صوبائی تعصب نہ پھیلایا جائے - اور اس کے لئے حکومت بھی دونوں حصوں کے درمیان میل ملاپ بڑھانے کے لئے تجارت اور سفر کی ممکن مراعات دینے کا اہتمام کرتی رہتی ہے - لیکن دوسری طرف ارباب اقتدار کے اس قسم کے کارنامے ؎

کوئی بتلاؤ کہ ہم بتلائیں کیا

کراچی کا نیو حاجی کیمپ اصل میں نمائش کا میدان ہے - اس جگہ کو اب حاجی کیمپ میں تبدیل کردیا گیا ہے - اس میں سایہ وغیرہ کا معقول انتظام نہ ہونے کے باعث گزشتہ جون میں بارش کے سبب تین چار فٹ پانی بھر گیا جس سے حاجیوں کا تمام سامان خورد و نوش تباہ و برباد ہوگیا - اب یہی حاجی اس وقت سعودی عرب میں سخت پریشانی سے دو چار ہیں زرمبادلہ اُن کے پاس ختم ہو چکا ہے - سامان یہاں ضائع ہو چکا تھا - وہ بیچارے کریں - تو کیا کریں - اور جائیں - تو کہاں جائیں -

حاجیوں کو صرف گیارہ سو پاکستانی روپے ساتھ لے جانے کی اجازت ہے - جس کی کل رقم جدہ نیشنل بنک آف پاکستان سے انہیں آٹھ سو ریال (سعودی عرب) حاصل ہوتے ہیں - اور اگر کوئی حاجی کسی نہ کسی طرح اپنے ساتھ پاکستانی نوٹ لے جائے تو اُسے ایک سو پاکستانی روپے کے بدلے میں صرف ۵۲ ریال حاصل ہوتے ہیں - آٹھ سو ریال میں سے پانچ، ساڑھے پانچ سو ریال تو اس کا لازمی خرچ ہوتا ہے - اور خورد و نوش اس کے علاوہ ہے - سعودی عرب میں اوسط اخراجات حسب ذیل ہیں :-

۱	فیس معلم مکہ معظمہ	۷۴-۰-۰ ریال
۲	" " مدینہ منورہ	۱۵-۰-۰ "
۳	کرایہ مکان مکہ فی حاجی	۶۰-۰-۰ "
۴	" " مدینہ "	۳۰-۰-۰ "
۵	کرایہ بس جدہ تا مکہ	۱۱-۴-۰ "
۶	کرایہ مکہ تا عرفات منیٰ وغیرہ	۳۵-۰-۰ "
۷	کرایہ خیمہ فی حاجی	۲۰-۰-۰ "
۸	کرایہ مکہ تا مدینہ واپسی بذریعہ بس	۱۰۵-۰-۰ "
۹	بخشش لازمی کم از کم فی حاجی	۱۰-۰-۰ "
۱۰	پانی چار ماہ کا خرچ فی یوم ایک ریال	۱۰۰-۰-۰ "
۱۱	کرایہ چار پائی یومیہ ایک ریال	۱۰۰-۰-۰ "
	کل میزان	۵۵۰-۴-۰ "

سعودی عرب میں سامان خورد و نوش، کافی گراں ہے - اور وہ اخراجات اس کے علاوہ ہیں ذیل میں بعض اشیاء کے نرخ درج کئے جاتے ہیں جن سے حجاج کی پریشانیوں کا کسی حد تک اندازہ لگایا جا سکتا ہے -

سبزی ۲ ریال سے ۴ ریال تک
پانی فی ٹین (مکہ معظمہ میں) ایک ریال
گوشت فی سیر چھ ریال
گھی فی سیر ۱۰ ریال
بناسپتی گھی (امریکن) فی سیر ۲ ریال
مزدوری قلی فی حاجی کم از کم ۲۵ ریال

پاکستانی جہازران کمیٹی کی طرف سے جہاز میں ایک دن بھی حکومت کی طرف سے مہیا کردہ فہرست کے مطابق خوراک نہیں دی گئی - علاوہ ازیں طبی امداد کا بھی قطعاً کوئی معقول انتظام نہ تھا وقت پر کسی کی دیکھ بھال یا کمزور ناتواں حاجیوں کے لئے ادویہ کسی وقت بھی مہیا نہ ہوتی تھیں حجاج کی عام دیکھ بھال کے لئے کبھی جہاز کا چکر نہ لگایا جاتا تھا - مکہ مکرمہ میں پاکستانی شفاخانہ کا انتظام بھی ناقص تھا - اس شفاخانہ میں عملہ بھی کم ہے - اور ان میں قومی ہمدردی اور جذبہ خدمت خلق کی حالت بھی ناقابل رشک ہے -

سفارت خانہ کے عمال کے لئے کوئی خاص [illegible] ہیں - کوئی پتلون میں ہے - تو کوئی شلوار - قمیض میں نظر آتا ہے - اس کے مقابل دوسرے غیر ملکی سفارت خانوں میں ملازمین اپنا ملکی لباس پہنتے ہیں - کیا ہی اچھا ہو کہ پاکستانی سفارت خانہ کے عمال بھی اپنا ملکی لباس اپنائیں -

ان پریشانیوں اور تکالیف کے پیش نظر ہم حکومت پاکستان سے مؤدبانہ درخواست کرتے ہیں - کہ جو حاجی مکہ اور مدینہ منورہ میں کس مپرسی کے عالم میں واپسی کی راہ دیکھ رہے ہیں - اُن کے لئے جلد از جلد مناسب اور معقول انتظام کیا جائے - انتظام جلد نہ ہوسکنے کی صورت میں ان کے لئے وہاں راشن وغیرہ کا انتظام کیا جائے اور یا قرض رقم کا انتظام کیا جائے - واپس آنے والے حاجیوں کی خدمت میں بھی التماس ہے - کہ وہ فرداً فرداً اپنی تکالیف اور پریشانیوں کے متعلق حکومت کو بذریعہ خط اور تار مطلع کریں - تا کہ حاجیوں کی پریشانی ختم ہو

الخشوع والخضوع فی الصلوٰۃ

(صفحہ ۱۶ سے آگے)

میں چند نہتے نوجوانوں کو ایک بہت بڑی مسلح فوج پر فتح، کامیابی اور کامرانی بخشی - یہی جنون، سرمستی عشق، محبت اور سوز و گداز تھا جس نے مولانا علامہ جامیؒ سے یہ کہلوایا - ؎

ایں قدر مستم کہ از چشمم شراب آید بروں
از دلِ پر حسرتم دودِ کباب آید بروں
لب کشا تا از صدف دُرِّ خوشاب آید بروں
زلف یکسو کن کہ خورشید از سحاب آید بروں
ماہِ من در نیم شب گر بے نقاب آید بروں
زاہدِ صد سالہ از مسجد خراب آید بروں
صبح دم چوں رخ نمودی شد نمازِ من قضا
سجدہ کے باشد روا چوں آفتاب آید بروں
قطرۂ دردِ دلِ جامی بدریا افگنی
سینہ سوزاں، دل تپاں ماہی ز آب آید بروں

یہی وہ مقام ہے جس پر رسائی کے بعد انسان کامل انسان بنتا ہے اور انسانیت کے مرتبہ علیا پر فائز ہوتا ہے - پھر اس کے ہر عمل کا استقبال فرشتے کرتے ہیں - اس کا روزہ روزہ ہوتا ہے اور نماز میں وہ خشوع و خضوع پایا جاتا ہے جس کی خدائے برتر نے تعریف فرمائی - کیا؟ یہ آئندہ انشاء اللہ تعالےٰ

محال است سعدی کہ راہ صفا
تواں یافت جز در پئے مصطفےٰ ﷺ

محسنۂ کائنات

صفحہ ۱۲ سے آگے

اکبر: — نذیراں بیٹی کیا ہوا - اپنی ساس سے لڑی ہو - (نذیراں کے سر پر ہاتھ پھیر کر) میں اس بڑھی کتیا کو منع کرتا رہتا ہوں - مگر یہ بھونکتی ہی رہتی ہے لڑکی آئی ہوئی ہے - اس کا ہی خیال کر لیتی ——— کیسی بے حیا ہے -

ہاجراں: — آج بڑھاپے میں میں کتیا بن گئی - میری لڑکیاں برسوں اور مہینوں کے بعد بھی اس گھر میں قدم رکھتی ہیں تو گھر میں آفت آ جاتی ہے -

(نذیراں ابھی رو ہی رہی تھی اچانک بشیر آ جاتا ہے اس کی آہٹ پا کر نذیراں اب اونچی آواز سے رونے لگتی ہے)

بشیر: — نکال دو - نکال - اس غریب کو گھر سے نکال دو - (بیل باندھنے لگ جاتا ہے) لوگ کہتے ہیں - بڑوں کا ادب کرو - بے ادب کا کھیل مل رہا ہے -

(صفیہ بیچاری بالکل دم بخود بیٹھی ہے اکبر پر بھی سکتہ طاری ہے - آج بشیر کچھ پہلے سے زیادہ غصّہ میں ہے اور ادھر نذیراں کی جھوٹی آہ و بکا نے جلتی پر تیل کا کام کیا)

ہاجراں: — وہ کیوں نکلے گی - ہم کو نکالے گی - میری بیٹیوں کے آنے کی ساری سیٹ ہے کل سے ہی کہہ رہی ہے - اس گھر کو مہمانوں نے کھا لیا ہے -

نذیراں: — (اچھا یہ مہمان ہے - تو تو ان ڈائنوں کو خط بھیج بھیج کر بلاتی رہتی ہے - یہ سارا دن کھا پی کر میری ہنڈیاں نوچتی رہتی ہیں پڑوس میں مجھ کو بدنام کرتی ہیں - میرے جننے والوں کو گالیاں دیتی رہتی ہیں -

صفیہ: — بھابی - میرے بچے مریں - اگر میں نے تجھے اپنے منہ سے کوئی گالی دی ہو - میں تو مسافر ہوں - مجھے تمہاری لڑائی سے کیا کام

نذیراں: — (بشیر سے مخاطب ہو کر) جھوٹ جھوٹ - پہلے ایک تھی - اب دو ہیں - سارا دن لڑائی - ہمسائے ہمارا تماشا دیکھتے ہیں مگر یہ میرا پیچھا نہیں چھوڑتیں -

بشیر: — ہاں! کتنے سال گذرے مگر تمہاری لڑائی ختم نہ ہوئی - آج سے پانچ چھ سال پہلے ہی میں نذیراں کو باہر نکال دیتا - تو تمہاری ناک کٹتی - مگر اب میرے بچوں کو مجھ سے جدا کرنا چاہتی ہو؟

ہاجراں: — بیٹا - تو اس کی باتوں پہ جاتا ہے - حمیدہ پڑوسن سے تو پوچھو - کہ پہل کس نے کی - اور پھر لڑائی کس بات پر ہوئی - میں تو اس سے تھر تھر کانپتی رہتی ہوں - لیکن اس نے تیری بہن صفیہ کو دیکھ کر تیوری بھی نہیں کھولی -

نذیراں: — (بشیر سے مخاطب ہو کر) تیرا کچھ نہ رہے - تجھے موت آئے - تو کان لگا کر ان کی باتیں سنتا ہے - تیرا گھر برباد ہو چکا - تیرا کمایا - یا سعید اور انور کی فیس میں جاتا ہے - یا باقی بچا کھچا صفیہ اور زہرہ کے پھیروں میں لگتا ہے - بڈھیا اپنے بچوں کا گلا گھونٹ دے - اور مجھ کو گھر سے نکال دے

بشیر: — آخر یہی کرنا ہوگا - ماں تو خوش ہو جائے گی -

ہاجراں: — بشیرا! تجھے پالا پوسا - تیری رات دن بلائیں لیں - آج تیرے گھر کی بربادی کی میں ذمہ دار - تیرے ساتھ کھیلی بہنیں تیری دشمن - اور یہ زبان دراز عورت تیری سجن -

اکبر: — (ہاجراں سے مخاطب ہو کر) بے حیا وہی بات میں نے تجھے پہلے بھی منع کیا ہے اب لڑکے کی موجودگی میں پھر وہی شور مچا رہی ہے - تیرا ہی قصور ہے - گھر گھر میں بہو بیٹیاں اپنے سسرال کو ایک دن بھی روٹی پکا کر کھلانے کو تیار نہیں ہیں -

نذیراں: — تو بھی انہی کی حمایت میں بیٹھا لڑائی سنتا رہتا ہے - اب ظاہرداری کی باتیں کر رہا ہے - میں جھوٹ کہتی ہوں - کہ بشیر کی کمائی مہمانوں کی بھینٹ چڑھ جاتی ہے تیری لڑکیاں اپنے اپنے گھروں میں دفع رہیں - تو ہم بھی کہیں سکھ کی سانس لیں -

صفیہ: — اچھا نذیراں! تیرا زور چلتا ہے میرے ماں باپ پر جتنے چاہے الزام لگائے بشیر بیچارا موم کی ناک ہے - جدھر چاہا موڑ لی - تو ہمیں کئی سالوں سے اس گھر سے باہر نکال رہی ہے - مگر ہم بشیر کا چہرہ دیکھنے کے لئے - اور اپنے جننے والوں کا غم غلط کرنے کے لئے آ جاتی ہیں - مگر یہاں آ کر اپنے والدین کی درگت بنتے دیکھی نہیں جاتی -

(صفیہ یہ کہہ کر رونے لگتی ہے)

مگر ساتھ ہی ایک مہمان آ جاتا ہے یہ مولوی عبدالعزیز ہے - بڑا نیک سیرت فارغ العلوم نوجوان ہے - بشیر کا چچا زاد بھائی ہے - اس کی آمد پر گھر میں ہر طرح خاموشی طاری ہو جاتی ہے اور افراد خانہ اس سے خیر و عافیت پوچھنے میں لگ جاتے ہیں -

(باقی پھر)

حضرت عمرؓ اور خوفِ خدا

صفحہ ۱۴ سے آگے

ہو رہے ہیں - مجھے اندیشہ ہے کہ وہ تمہارے خلاف بغاوت نہ کر دیں -" حضرت عمر بن عبدالعزیز نے جواب دیا - " اگر میں قیامت کے سوا کسی اور دن سے ڈروں تو خدا مجھے اس کی برائیوں سے نہ بچائے -" اس کے بعد ایک اشرفی، گوشت کا ایک ٹکڑا اور ایک انگیٹھی منگائی - جب اشرفی آگ میں ڈالنے کے بعد سرخ ہو گئی تو اسے نکال کر گوشت کے ٹکڑے پر رکھ دیا - جس سے وہ جل بھن گیا - پھر پھوپھی سے مخاطب ہوئے - کہ اپنے بھتیجے کے لئے اس قسم کے عذاب سے پناہ نہیں مانگتی" خلیفہ نے اپنوں سے ناانصافی نہیں کی تھی - بلکہ انہیں دوسروں کا حق کھانے سے روکا تھا تاکہ آخرت میں ان کی رسوائی نہ ہو - پھوپھی کو اس عملی مثال کے اثر نے خاموش کر دیا - خوفِ خدا اور آخرت کے بغیر کسی نظام کی اصلاح ممکن نہیں

یہی وہ نظام ہے جس نے حاکم و محکوم کے امتیاز کو ختم کر کے درس مساوات دیا -

بچوں کا صفحہ

سچائی

از امیر عالم ضیا نظام آباد (پنجاب)

(۱)

سچ بولنا بڑی اچھی عادت ہے، یہ بہت سی برائیوں سے بچاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

(۱) كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ (توبہ: ۱۱۹)

ہمیشہ سچ بولنے والوں کے ساتھ رہو۔

(۲) فَلَوْ صَدَقُوا اللّٰهَ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ۝ (محمد: ۲۱)

ترجمہ: اللہ کے متعلق اُن کا سچ بولنا اُن کے لئے بہتر ہے۔

(۳) اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝ (الحجرات ۱۵)

ترجمہ، مومن وہی ہیں جو اللہ اور اُس کے رسولؐ پر ایمان لائے پھر کسی طرح کا شک نہ کیا اور اللہ کی راہ میں جانؔ مال سے جہاد کیا یہی سچے لوگ ہیں۔

حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں:

۱۔ بے شک سچائی نیکی کی طرف لے جاتی ہے اور نیکی جنّت کی طرف لے جاتی ہے۔ آدمی سچ بولتا ہے۔ یہاں تک کہ اُس عادت سے خدا کے نزدیک وہ سچّا لکھا جاتا ہے۔ اور بے شک جھوٹ گناہ کی طرف لے جاتا ہے اور گناہ جہنّم کی طرف لے جاتا ہے۔ آدمی جھوٹ بولتا ہے یہاں تک کہ عادت سے خدا کے نزدیک جھوٹا لکھا جاتا ہے

۲۔ اُس چیز کو چھوڑ دو۔ جو شک میں ڈالے یہاں تک کہ شک نہ رہے۔ کیونکہ سچ میں اطمینان ہے اور جھوٹ میں پریشانی۔

۳۔ جو شخص جھوٹ کو چھوڑ دے، تو میں اُس کے لئے جنّت کا ذمہ دار ہوں۔

۴۔ سب سے بہتر آدمی وہ ہے، جو صادق ہے۔

۵۔ سچ بولنے کی کوشش کرو گو اس میں تکلیف ہو۔ کیونکہ آخر اس میں نجات ہے۔

۶۔ جھوٹ بولنا منافقوں کی علامت ہے

۷۔ جب تک آدمی جھوٹ نہ چھوڑے، کامل مومن نہیں ہوتا

(باقی آئندہ)

تبلیغ دین

سید مشتاق حسین صاحب بخاری

عزیز بچّو! آج تمہاری تعلیم و تربیت کا وقت ہے۔ تمہیں چاہئے۔ کہ خوب محنت اور کوشش سے دینی اور دنیوی تعلیم حاصل کرو۔ کیونکہ کسب معاش کے لئے واقعی تعلیم کی ضرورت ہے۔ لیکن ایک بات تمہارے ذہن میں ہر وقت رہنی چاہئے۔ کہ تمہیں نہ صرف دین پر عمل کرکے اپنی دنیوی اور اُخروی زندگی کو بہتر بنانا ہے۔ بلکہ اپنے پیارے دین اسلام کو اپنے بعد میں آنے والوں تک بھی پہنچانا ہے۔ تم کوئی بھی ذریعہ معاش اختیار کرو۔ زراعت تجارت یا ملازمت، لیکن تم میں سے ہر ایک اپنے آپ کو مبلّغ اسلام سمجھے۔ اور اس دین کی اشاعت اپنے ہر عمل حیات سے کرے۔ عزیزو! اگر آج اسلام کی سچّی تعلیمات سے عوام بے بہرہ ہیں۔ تو خود مسلمانوں کا قصور ہے۔ کہ وہ دین کی اشاعت سے دست بردار ہوگئے اگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مبارک زمانہ میں دین اتنی جلدی اور خوبی سے پھیلا۔ تو اُس کی وجہ یہی تھی کہ اُن حضرات نے تبلیغ دین کو سب کاموں پر فوقیت دے رکھی تھی۔

جو مسلمان ہوتے تھے۔ وہ اُس وقت تک چین نہ لیتے جب تک اپنے عزیز و اقارب کو اسلام کا پیغام نہ پہنچا دیتے تھے اور اگر وہ اس کو قبول کرنے سے انکار کر دیتے۔ تو ان کو چھوڑ دیتے تھے۔ مشہور صحابی حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہے۔ کہ انہوں نے حضرت مصعب بن عمیرؓ کے ہاتھ پر قبول اسلام کیا۔ پھر فوراً اپنے قبیلہ والوں کے ہاں تشریف لے گئے۔ اور کہا کہ میں تم میں کیسا آدمی ہوں۔ وہ کہنے لگے آپ ہم میں، بہت معزز اور ذی وقار انسان ہیں۔ اس پر آپ نے فوراً کہا کہ مجھے تمہارے مردوں اور عورتوں سے کلام حرام ہے۔ جب تک کہ تم مسلمان نہ ہو جاؤ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لے آؤ۔ ان کے کہنے پر سارا قبیلہ مسلمان ہوگیا۔ ان کو اسلام کی تعلیم دینے کے لئے مصعبؓ کو مقرر کیا۔ صحابہؓ کی زندگیوں میں اس قسم کے واقعات کی کمی نہیں۔ ہمارا فرض یہ ہے۔ کہ ایسے واقعات کی تقلید کرتے ہوئے تبلیغ اسلام کے مقدس فرض کو بجا لائیں۔

تبلیغ کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ کہ بَلِّغُوْا عَنِّيْ وَلَوْ اٰيَةً (پہنچا دو میری طرف سے اگرچہ ایک آیت (کے برابر حکم ہو) حضورؐ کی طرف سے ہمیں قرآن اور احادیث پہنچی ہیں جن کو آگے پہنچانا ہمارے لئے ضروری ہے۔ دوسروں کو پہنچانے کا فائدہ اسی صورت میں ہوسکتا ہے۔ جب کہ پہنچانے والا ان کا خود پابند ہو۔

پیارے بچو! اگر ہم خود کتاب (قرآن مجید) وسنت (احادیث) کے پابند ہوں اور دوسرے [illegible] ان دونوں کی تبلیغ اپنے قول و فعل سے کریں۔ تو اسلام ساری دنیا میں پھیل جائے گا۔ اللہ تعا[illegible]

ایڈیٹر:- عبد المنان چوہان
بدل اشتراک
سالانہ گیارہ روپے لعہ
ششماہی چھ روپے ؎
فی پرچہ چار آنے ۴ر

کوئی مرض لاعلاج نہیں

دمہ۔ کالی کھانسی۔ دائمی نزلہ۔ سل۔ دق۔ پرانی پیچش۔ بواسیر۔ ذیابیطس۔ خارش۔ فسادِ خون اور ہر قسم کی مردانہ و زنانہ امراض کا مکمل علاج کرائیں۔

لقمان حکیم حافظ محمد طیب ۱۹/۷ نکلسن روڈ۔ لاہور

ٹوتھ پاؤڈر

دانتوں کی مختلف بیماریوں کے لئے مفید ہے
قیمت صرف آٹھ آنے
مکسچر گم پینٹ۔ دانتوں اور مسوڑھوں کو مضبوط بناتا ہے۔
ڈاکٹر غلام نبی خاطہ بلاقی شاہ لنڈا بازار لاہور

آپ کی قدیم اور محبوب دکان
قائم شدہ ۱۹۰۲ء ٹیلیفون 3669

چائنہ مارٹ

اعلیٰ قسم ٹی ڈنر کافی فروٹ سٹ شیشے کے لیمن سٹ۔ پھولدان فروٹ ڈش کے علاوہ

دھنی رام اسٹریٹ انار کلی لاہور

انیمل کا سامان۔ گیس لیمپ سٹوو اور نمائش کے لئے لکڑی کے دیدہ زیب ٹیبل لیمپ۔ پھولدان وغیرہ وغیرہ مناسب قیمتوں پر دستیاب ہو سکتے ہیں۔

تالے قینچیاں۔ چاقو چھریاں۔ موچنے۔ اُسترے اور دیگر سامان کٹلری وغیرہ کے۔
ٹیلیفون 2743
قائم شدہ ۱۹۲۸ء
سابقہ (انڈین)

پاک لاک ہاؤس

زیر دروازہ مسجد وزیر خاں لاہور

تار: فائن ٹیکس
فون 2014 / 2766

بہترین روئی سے تیار کردہ

ریڈیو برانڈ سوت

۲۰ سنگل۔ ۳۰ سنگل۔ ۳۲ سنگل۔ ۴۰ سنگل اور ۲۰ سنگل ہوزری کون ہر عمدہ نفیس اور پائیدار کپڑا بنانے والا استعمال کرتا ہے۔ چونکہ یہ سوت عمدگی اور نفاست میں بے مثال ہے

یونائیٹڈ ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ فضل آباد ملتان شہر